عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختم نبوۃ


INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۲۵ ربیع الثانی تا ۴ جمادی الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۴۸


مولانا
## سیف الرحمٰن درخواستی کی رحلت

## اخلاقِ حسنہ

سیرتِ نبویؐ کا
سب سے نمایاں پہلو

آزادی مارچ

## تحریکِ آزادی کا تسلسل


Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

## عقیقہ کے جانور کے لئے شرائط

س:…… عقیقہ کے لئے جو جانور لیا جائے کیا اس میں بھی قربانی کے جانور والی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے یا کوئی سا بھی جانور لینا درست ہے؟

ج:…… جن جانوروں کی قربانی جائز ہے ان سے عقیقہ بھی جائز ہے اور جو قربانی کے جانور کے لئے شرائط ہیں وہ ہی عقیقہ کے جانور کے لئے بھی ہیں، اس لئے عقیقہ کے لئے جانور لیتے ہوئے ان کا خیال کیا جائے۔

## دورانِ تلاوت اذان ہونے لگے تو کیا کرے؟

س:…… اگر کوئی شخص تلاوت قرآن میں مشغول ہو اور اذان ہونے لگے تو کیا تلاوت روک دینا ضروری ہے یا ہلکی آواز سے تلاوت کرسکتے ہیں؟ بعض لوگ فوراً ٹوک دیتے ہیں کہ اذان ہو رہی ہے، اب تلاوت مت کرو۔ کیا یہ طریقہ بہتر ہے؟

ج:…… اذان کے وقت اگرچہ تلاوت قرآن ممنوع نہیں ہے تاہم بہتر یہ ہے کہ اذان شروع ہوتے ہی تلاوت بند کردی جائے اور اذان کا جواب دیا جائے، ایسا کرنا افضل اور بہتر ہے۔

قال القاضی خانؒ: ”ولو سمع القاری الاذان فالافضل له ان یمسک عن قرأة ویسمع الاذان. الخ۔“

(فتاویٰ قاضی خان، ص۳۷۷، ج:۳)

## مسلمان کو بُرے نام سے پکارنا

س:…… اگر کوئی دوسرے شخص کا بُرے ناموں سے مذاق اڑائے اور اس کو بُرے القاب سے بلائے تو کیا یہ گناہ کبیرہ ہے؟ ایسا کرنے والا شریعت میں کس سزا کا مستحق ہے؟

ج:…… ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت وآبرو کی حفاظت لازم ہے اور ایسے بُرے کلمات اور بے ہودہ القابات سے جن سے کسی مسلمان کی عزت پر حرف آتا ہو یا اس کی دل شکنی ہوتی ہو، متہم کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بے ہودہ القابات سے کسی کو منسوب کرنے سے منع فرمایا ہے:

”وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ۔“ (الحجرات:۱۱)

ترجمہ: ”اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے پکارو، ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بہت بُری بات ہے۔“

## جائز مقصد کے لئے رشوت دینے کا حکم

س:…… سرکاری ملازمت کے حصول کے لئے رقم دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ رشوت کے زمرے میں آتا ہے، ایسی ملازمت کی تنخواہ حلال ہوگی یا نہیں؟

ج:…… رشوت لینے والا تو ہر حال میں گناہگار ہے اور حرام کھانا والا ہے۔ البتہ رشوت دینے والے کے بارہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ دفع ظلم کے لئے رشوت دے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں فرمائیں گے۔ رشوت دے کر جو نوکری حاصل کی گئی ہو، اس میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ شخص اس ملازمت کا اہل ہے اور جو کام اس کے سپرد کیا گیا ہے اسے ٹھیک انجام دیتا ہے تو اس کی تنخواہ حلال ہے۔ (گو رشوت کا وبال اور گناہ ہوگا، اس کے لئے توبہ و استغفار کرے) اور اگر وہ اس کام کا اہل ہی نہیں ہے تو رشوت کے ذریعہ حاصل کی گئی ملازمت اس کے لئے ناجائز ہے اور تنخواہ بھی حلال نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ

# ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ ۲۵ ربیع الثانی تا ۴ جمادی الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء شمارہ:۴۸

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

## اس شمارے میں!

| | | |
|---|---|---|
| آزادی مارچ.... تحریک آزادی کا تسلسل | ۵ | محمد اعجاز مصطفیٰ |
| اخلاق حسنہ.... سیرت نبوی کا سب سے نمایاں پہلو | ۹ | مولانا زاہد الراشدی مدظلہ |
| مولانا سیف الرحمٰن درخواستیؒ کی رحلت | ۱۱ | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی |
| دعوتی و تبلیغی اسفار | ۱۲ | " " " " |
| حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد اعظمؒ | ۱۷ | مولانا سیّد عالم امتی |
| مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ... | ۱۹ | مولانا سیّد محمد زین العابدین |
| تحفظ ختم نبوت کانفرنس، لاہور | ۲۳ | رپورٹ: مولانا عبدالنعیم |
| نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!(۲۴) | ۲۵ | بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ |
| وفیات..... | ۲۷ | حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ |

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محموؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
*Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)*
*Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi*
*Ph:32780337, Fax:32780340*

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
*Ph:061-4783486*

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

# احادیث قدسیہ

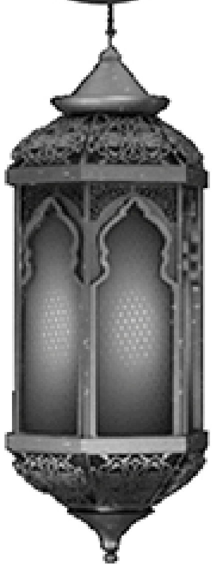

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

## جنت اور دوزخ کا بیان

**حدیث قدسی ۳:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے جو چیز تیار کی ہے وہ ایسی چیز ہے جو آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی بشر کے قلب میں ان نعمتوں کا تصور گزرا اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ”فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین “(نہیں جانتا جو ان کے لئے آنکھوں کو ٹھنڈک دینے والی چیزیں پوشید ہیں) یعنی کوئی متنفس ”جزآء بما کانو یعملون “(یہ ان لوگوں کے اعمال کا بدلہ ہے) اور جنت میں ایک ایک درخت ایسا ہے کہ کوئی گھڑ سوار اگر سو سال تک چلتا رہے تو اس کے سایہ کو طے نہیں کر سکتا اور اگر تم یہ چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ”ظل ممدود “(اور جنت میں دراز سایہ ہوگا) اور جنت کی ایک کوڑے برابر جگہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے، تم اگر چاہو تو پڑھ لو: ”فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز “(جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، اس کا کام بنا)۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

اس روایت کا بعض حصہ بخاری و مسلم نے بھی نقل کیا ہے، کوڑے کی مقدار کا ذکر کیا ہے، جیسے کوئی کہے کہ جنت کی گز بھر زمین بھی دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

**حدیث قدسی ۴:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کم سے کم درجہ کے آدمی کو بھی جنت میں ایسا مرتبہ ملے گا کہ اس سے کہا جائے گا کہ مانگ اور اپنی آرزو ظاہر کر۔ وہ مانگے گا، پھر مانگے گا، پھر اس سے دریافت کیا جائے گا: مانگ چکا، اپنی آرزو ظاہر کر چکا؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں! مانگ چکا۔ ارشاد ہوگا: جو کچھ تو نے مانگا وہ سب اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور۔ (مسلم)

کم سے کم درجہ باعتبار اعمال کے یعنی کم مرتبہ شخص کو بھی جب اتنا دیا جائے گا تو بڑے مرتبہ والوں کا کیا کہنا ہے۔

---

# نماز

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

## صلوٰۃ التسبیح

اس طرح ایک رکعت میں سات مختلف جگہوں پر مندرجہ بالا ترتیب کے مطابق پڑھے جانے والے تیسرے کلمے کی کل تعداد پچھتر مرتبہ ہو جائے گی۔ اس ترتیب کے ساتھ ہر رکعت میں پچھتر، پچھتر مرتبہ پڑھے۔ اس طرح چار رکعتوں میں کُل تعداد تین سو مرتبہ ہو جائے گی اور اس تعداد سے زیادہ نہیں پڑھی جائے گی، لہٰذا دوران نماز سجدۂ سہو واجب ہو جائے تو سہو کے سجدوں میں اس تسبیح کو نہیں پڑھا جائے گا، صرف سجدے میں پڑھی جانے والی تسبیح ”سبحان ربی الاعلی “ہی سہو کے دونوں سجدوں میں پڑھی جائے گی، نیز اگر کسی جگہ پر اس کی مقررہ تعداد غلطی سے کم رہ گئی ہو یا بھول کر اس جگہ تسبیح ہی نہ پڑھی جا سکی ہو تو اس سے اگلی جگہ پر وہاں کی مقررہ تعداد کو پورا کرتے ہوئے اس تعداد کو بھی پورا کیا جائے گا۔ اگر پڑھی جانے والی تعداد ذہنی طور پر یاد نہ رہ سکتی ہو تو انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔

س:...... صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کی فضیلت شریعت نے کیا بتلائی ہے؟

ج:...... اللہ تعالیٰ صلوٰۃ التسبیح پڑھنے والے کے حقوق اللہ سے تعلق رکھنے والے اگلے پچھلے، پرانے نئے، جان بوجھ کر کئے گئے، انجانے میں ہو جانے والے، چھوٹے بڑے سب کے سامنے ہونے والے، چھپ کر کئے جانے والے گناہ کی تعداد کے اعتبار سے اگر سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو معاف فرما دیں گے۔

س:...... صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا مکمل طریقہ کیا ہے؟

ج:...... باوضو ہو کر قبلے کی طرف رخ رکھتے ہوئے یہ دل میں ارادہ کرے کہ میں چار رکعات صلوٰۃ التسبیح کی نیت سے پڑھ رہا ہوں، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھائے اور ناف (پیٹ کے درمیان کا سوراخ) کے نیچے پیٹ پر باندھ لے، پھر ثناء: ”سبحان اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک“ پڑھے، پھر ”سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر، ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم“ پندرہ مرتبہ پڑھے، پھر ”اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم“، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورۂ فاتحہ پڑھے، پھر کوئی سورۃ مثلاً: ”قل ھو اللّٰہ احد٥ اللّٰہ الصمد٥ لم یلد ولم یولد٥ ولم یکن لہ کفواً احد٥ یا کوئی دوسری تین آیات پڑھ لے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

# آزادی مارچ......تحریک آزادی کا تسلسل

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

برصغیر پر جب انگریز نے تسلُّط جمالیا تو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرانے کے لئے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا، آپ کے مرید سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہید رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس فتوے کی روشنی میں علم جہاد بلند کیا اور بالاکوٹ کے مقام پر دونوں نے شہادت پائی۔اس کے بعد ۱۸۵۷ء میں حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حافظ ضامن شہید رحمہم اللہ تعالیٰ نے استخلاصِ وطن کے لئے انگریز کے خلاف جہاد کیا۔اس کے بعد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیو بندیؒ، حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور ان کے رفقائے کار نے تحریک ریشمی رومال چلائی، جس کے نتیجے میں ہندوستان، پاکستان کے علاوہ مشرقِ وسطیٰ کے کئی اور ممالک کو بھی آزادی میسر آئی۔

تمام باشعور لوگ جانتے ہیں کہ پاکستان دوقومی نظریہ کے تحت وجود میں آیا اور پاکستان کی بنیاد مبینہ اسلامی نظریہ پر رکھی گئی، بانیانِ پاکستان نے اسی نظریہ کے تحت تحریک پاکستان چلائی، لیکن ۷۲ سال گزرنے کے باوجود عملاً اسلام کو یہاں نافذ نہیں کیا گیا، بلکہ ملک چلانے والوں نے بڑی عیاری و مکاری اور دسیسہ کاری سے اس ملک کو سیکولر اور لادین ریاست باور کرانے کی راہیں اور جہتیں ڈھونڈنے اور تلاش کرنے میں اپنی صلاحیتیں اور توانائیاں صرف کرتے رہے، جس کے نتیجے میں نہ ہمارے ملک میں اسلامی نظام نافذ ہوا اور نہ ہی قوم کو صحیح معنی میں آزادی کا کوئی ثمرہ ملا، بلکہ اب ہمارا ملک صرف اس کام کے لئے رہ گیا ہے کہ باہر سے کوئی حکم آئے اور ہمارے حکمران و مقتدر قوتیں اسے پاکستانی قوم پر نافذ کردیں اور بیرونی قوتوں کے اشاروں اور ان کے مہروں کے ذریعہ یہاں حکومتیں بننے لگیں اور عہدے ملنے لگے۔اس لحاظ سے پورا ملک اور پوری قوم استعمار کے ہاتھوں یرغمال نظر آنے لگی اور آزادی کے ثمرات کو ترسنے لگی۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ ۲۵ جولائی ۲۰۱۸ء کو پاکستان میں پورے ملک میں فوج کی نگرانی میں بظاہر قومی وصوبائی الیکشن ہوئے۔متحدہ اپوزیشن نے متفقہ طور پر انتخابات کو دھاندلی زدہ قرار دیا، جس کی وجہ سے جمعیت علمائے اسلام نے متحدہ اپوزیشن کو رائے دی کہ قومی اور صوبائی اسمبلی میں حلف نہ اٹھائے جائیں، بلکہ مقتدر قوتوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ دوبارہ صاف شفاف الیکشن کرائیں، لیکن دوسری سیاسی جماعتوں کے کہنے پر ان کو اپنا موقف واپس لینا پڑا، لیکن جمعیت اپوزیشن کا یہ بیانیہ لے کر کہ انتخابات میں سخت ترین دھاندلی ہوئی ہے عوام میں چلی گئی، اُدھر انتخابات کے نتیجے میں بننے والی حکومت نے کئی ایسے اقدامات کئے کہ جن سے واضح لگتا تھا کہ یہ اقدامات آئین پاکستان کی خلاف ورزی، ملکی وحدت وسالمیت اور پاکستان کی آزادی وخود مختاری کے منافی ہیں، مثلاً: اس حکومت کے آتے ہی قادیانیوں کا پورے ملک میں فعال ہونا، اور میاں عاطف قادیانی اور اس کی قادیانی ٹیم کو اقتصادی کونسل کا رکن بنانے کی کوشش کرنا، آسیہ ملعونہ جس کو دو عدالتوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وگستاخی کی بنا پر ملکی قانون کے تحت سزائے موت سنائی تھی، سپریم کورٹ سے اس کو آزاد کرا کر باعزت طور پر باہر بھجوانا، اور امریکہ میں جا کر جناب وزیر اعظم کا یہ کہنا کہ باوجود مذہبی طبقہ کی مخالفت کے میں نے آسیہ کو رہائی دلوائی۔قومی اسمبلی میں تحریک انصاف کی ایک رکن قومی اسمبلی کا برملا اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کرنا۔اسرائیل کے طیارہ کا کسی خفیہ مشن پر اسلام آباد آنا اور دس شمیمہ تک یہاں رکا رہنا۔ تحریک انصاف کی حکومت کا سینیٹ میں یہ قانون لانا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مدعی کا اپنے دعوے کو ثابت کرنا ضروری ہوگا، اگر ثابت نہ کرسکا تو اس کو سزائے موت ہوگی۔ایران میں جا کر وزیر اعظم کا یہ کہنا کہ پاکستانی زمین ایران میں دہشت گردی کے لئے استعمال ہورہی ہے۔امریکہ میں جا کر یہ کہنا کہ اسامہ بن لادن کے ٹھکانے کی اطلاع ہماری ایجنسی کے ایک ادارے نے دی اور یہ کہنا کہ القاعدہ کو ٹریننگ بھی ہماری ایجنسیوں نے دی۔انسدادِ تجاوزات (اینٹی اینکروچمنٹ) کے نام پر لوگوں کے گھروں اور دکانوں کو توڑنا، لاکھوں لوگوں کو نوکریوں سے بے دخل کرنا، گیس، بجلی، پیٹرول کو مہنگا کرنا، روپے کی قدر

میں کمی اور ڈالر کو اونچی اُڑان دینا۔ ہر ملک میں جا کر یہ کہنا کہ ہمارے ملک میں کرپشن ہے، ہمارے ادارے اور حکمران کرپٹ رہے ہیں، جس کی وجہ سے بیرونی سرمایہ کاری کا رُکنا۔ کے پی کے حکومت کے محکمۂ تعلیم کا دینیات سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق مضامین کو تبدیل کرنا۔ اسکول وکالج کی لڑکیوں کے لئے پردہ اور حجاب پر والدین کے اصرار کے باوجود اس پر پابندی لگانا۔ قادیانیوں کے سربراہ مرزا مسرور کا ایک سوال کے جواب میں یہ کہنا کہ: ہم پاکستان جاسکیں یا نہ جاسکیں، لیکن اتنا ضرور کہتا ہوں کہ پاکستان کا آئین ضرور بدلے گا۔ ان کا اس طرح آئین پاکستان کی تبدیلی کا طمع کرنا اور امید لگانا۔ آخر کیوں؟!

یہ سب وہ اقدامات اور بیانات ہیں جن کی بنا پر اپوزیشن کی نو جماعتوں نے تحریک چلانے کے لئے ایک رہبر کمیٹی بنائی، جس نے مقتدر حلقوں اور حکومت کے سامنے چار مطالبات رکھے:

۱:...وزیراعظم جناب عمران احمد خان کا استعفیٰ، ۲:...صاف شفاف الیکشن کا انعقاد، ۳:...فوج کی کسی قسم کی مداخلت کے بغیر الیکشن، ۴:...پاکستان کے آئین کی حفاظت کی ضمانت۔ اور ان مطالبات کو لے کر جمعیت علمائے اسلام اور ان کے قائد حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم نے ملک کے طول وعرض میں پندرہ پرامن ملین مارچ کرنے کے بعد ۲۷ اکتوبر کو کراچی میں کشمیری عوام کے ساتھ یکجہتی کے لئے یوم سیاہ منانے کے ساتھ آزادی مارچ کو شروع کیا، جو ۳۱ تاریخ کو رات گئے تک اسلام آباد پہنچا اور تیرہ دن تک وہاں رہا۔ یہ آزادی مارچ اتنا پرامن اور منظم تھا کہ جس کی امن پسندی اور ملکی قانون کی پاسداری کی تعریف ملکی اور غیر ملکی میڈیا سب نے کی۔ اس آزادی مارچ سے جمعیت علمائے اسلام، سیاسی جماعتوں، تاجر برادری، ڈاکٹر حضرات، غریب عوام اور پاکستان وبیرونِ پاکستان رہنے والے مسلمانوں کو کیا فوائد حاصل ہوئے اس کی فہرست طویل ہے، لیکن چند فوائد یہاں ذکر کئے جاتے ہیں:

۱:- اس آزادی مارچ کے ذریعے دینی اقدار اور دینی تہذیب کا اصل چہرہ دنیا بھر کے سامنے آیا، اس لئے کہ جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت سے اب تک دینی اور مذہبی طبقے کا جس طرح استحصال کیا گیا، اس کی مثال پاکستانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ہر ریاستی پالیسی میں مذہبی طبقے کو نشانہ پر رکھا گیا، آپریشن ہوا یا کوئی پلان، پیغام ہوا یا کوئی بیانیہ، شامت مذہبی طبقے ہی کی آتی تھی۔ تمام تر میڈیا، علماء، طلبہ اور دینی مدارس کی کردار کشی کرنے کو اپنی سعادت اور کمال سمجھتے تھے، مذہب کو دہشت گردی، قدامت پسندی اور تاریک خیالی سے جوڑا گیا۔ حکومتی وزراء ہوں یا ادنیٰ درجہ کے حکومتی اہلکار ہر ایک مذہبی طبقے کے لئے سوتیلی ماں کا کردار ادا کرتے نظر آئے۔ دینی طبقے کی غلط تصویر اور غلط چہرہ دنیا بھر کے سامنے پیش کیا گیا، جس سے بیرونی دنیا کے عوام، شعوری یا لاشعوری طور پر یہ سمجھنے لگے تھے کہ دینی لوگ متشدد، جنونی، انتہا پسند، فسادی، امن کے دشمن اور انسانی حقوق کے شعور سے عاری اور لاعلم ہوتے ہیں، داڑھی اور پگڑی، حجاب اور پردہ پر طرح طرح کے اعتراضات اور طعن وتشنیع کیا جاتا تھا، جس کو اس تحریک انصاف پارٹی نے تو اور زیادہ بڑھاوا دیا، حتیٰ کہ ۲۰۱۴ء کے دھرنے میں تو مشرقی تہذیب کا بالکل جنازہ نکال دیا گیا اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہاں تک بھی آوازیں سنی گئیں کہ ”میرا جسم میری مرضی“ اور پتا نہیں کیا کچھ خرافات اور واہیات قسم کے نعرے لگائے گئے۔ ایک وفاقی وزیر نے تو ایک تقریب میں دورانِ بیان یہاں تک ہرزہ سرائی کی کہ مستقبل کا سفر نوجوانوں نے خود کرنا ہے، مولویوں نے نہیں، حالانکہ ہمارا پیارا ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، اس کا آئین اسلامی ہے، اس ملک کا مذہب اسلام ہے۔ قرآن وسنت اس کا سپریم لاء ہے۔ کوئی قانون اسلامی تعلیمات کے خلاف نہیں بن سکتا۔ اگر وفاقی وزیر کی یہ ہرزہ سرائی مان لی جائے تو اسلام، قرآن اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بارے میں آگاہی کیا یہودی، عیسائی یا پاکستان کے گوتے اور سنگر دیا کریں گے؟

اس آزادی مارچ کے ذریعے دنیا بھر کے عوام اور میڈیا پر یہ واضح ہوگیا کہ دینی لوگ تو سب سے زیادہ امن پسند، انسانی حقوق کے پاسدار، عورتوں کی عزت اور آزادی کے علم بردار، ملکی قوانین کا سب سے زیادہ احترام کرنے والے، آئین پاکستان کے وفادار اور پاکستان کے حقیقی محافظ لوگ ہیں۔

۲:- اسی طرح جمعیت علمائے اسلام پر کیا جانے والا یہ پروپیگنڈہ بھی اپنی موت آپ مرگیا کہ ان کے ساتھ صرف مدرسوں کے طلبہ ہیں، جب کہ پوری دنیا نے دیکھا کہ پورے ملک میں تمام مدارس میں تعلیم جاری رہی اور مدارس کے طلبہ واساتذہ تعلیم وتعلم میں مصروف رہے۔ اس آزادی مارچ سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ جمعیت علمائے اسلام ملکی سطح کی جماعت ہے اور پاکستان کا ہر طبقہ اس کے ساتھ محبت رکھتا ہے، دینی وملکی مسائل پر جمعیت کا متوازن

اصولی موقف ہر محب وطن کو بھاتا ہے اور جمعیت کو اپنی پریشانیوں اور مسائل کا نجات دہندہ تصور کرتا ہے۔اسی طرح یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جمعیت علمائے اسلام، اس کی تنظیم انصار الاسلام اور دینی طبقہ پرامن، منظم اور نظم وضبط کے حامل لوگ ہیں، جس کا مظاہرہ اور نظارہ پوری دنیا نے دیکھا کہ کراچی سے اسلام آباد تک پانچ دن پر محیط روڈ کا سفر بڑے امن اور اطمینان کے ساتھ کیا گیا، نہ روڈ پر چلنے والی گاڑیوں کو پریشانی، نہ ایمبولینس کے سامنے کوئی رکاوٹ، نہ کوئی دکان کا شیشہ ٹوٹا اور نہ ہی کسی گاڑی پر پتھراؤ ہوا۔اسی طرح اس آزادی مارچ کی وجہ سے ملک بھر میں جمعیت کے ووٹ بینک میں اضافہ، اداروں کی آزادی، الیکشن میں فوج کی عدمِ شرکت کا وعدہ، آئین کے تقاضوں کی پاسداری، سول بالادستی کی تحریک کو تقویت، خوف اور جمود کی کیفیت کا خاتمہ اور اس بات کا اظہار کہ پرامن احتجاج صرف اہل مذہب ہی کر سکتے ہیں اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ایسا احتجاج ہوا جو پرامن اور حکومتی املاک کو نقصان پہنچائے بغیر مکمل ہوا۔

۳:-دینی مدارس کا تحفظ......ایک عرصہ سے دینی مدارس، اس کے طلبہ، اساتذہ اور اس کا نظام ونصاب بیرونی دنیا کے اشاروں پر ہماری حکومتی ایجنسیوں کے نشانے پر تھا، کبھی ان کی فنڈنگ پر بحث، کبھی ان کی رجسٹریشن میں رکاوٹ، کبھی ان کے نصاب اور ان کے نظام میں خامیاں، کبھی ان کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے دعوے اور بہلاوے سمیت کون سا وار ایسا نہیں ہے جو ان پر نہ آزمایا گیا ہو؟ لیکن ان شاء اللہ! اس آزادی مارچ کے ذریعے یہ سب سب وشتم اور ظلم وجور کی دیواریں دھڑام سے زمین بوس ہوجائیں گی۔

۴:-اس آزادی مارچ کے ذریعے آئین پاکستان خصوصاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کے قانون کا تحفظ ہوگیا، اب سالوں تک ان شاء اللہ! آئین پاکستان کی ان شقوں کو کوئی چھیڑنے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔

۵:-اس آزادی مارچ سے سب سے زیادہ تکلیف اور پریشانی دو طبقوں اور دو حلقوں کو ہوئی ہے: ایک قادیانی اور دوسرا ان کا پشت پناہ اسرائیل، اس لئے کہ تحریک انصاف کے برسر اقتدار آنے سے قادیانیوں کو بہت زیادہ توقعات اور امیدیں وابستہ ہوگئی تھیں، جن کی بنا پر وہ بہت زیادہ دندناتے پھرتے تھے کہ اب آئین تبدیل ہوگا اور ہمیں غیر مسلم اقلیت سے ہمارے لے پالک نکال لیں گے، لیکن ”اے بسا آرزو کہ خاک شدہ“ کے مصداق ان کی یہ امیدیں خاک میں مل گئی ہیں اور آئندہ کسی کو ہمت نہیں ہوگی کہ وہ آئین میں ان قادیانیوں کے حق میں کوئی ترامیم کرا سکے۔اسی طرح اسرائیل جن کی چالیس سالہ انویسٹمنٹ اور فنڈنگ پر پانی پھر گیا ہے، اس لئے کہ انہوں نے اپنے تئیں یہ طے کر رکھا تھا کہ ۲۰۲۰ء میں اسرائیل کا تسلُّط اپنے ان حواری قادیانیوں کے ذریعے جنوبی ایشیا خصوصاً پاکستان پر ہوجائے گا، اس لئے یہ دونوں طبقے سب سے زیادہ پریشان ہیں۔

۶:-اس آزادی مارچ کے ذریعے تاجروں کو کچھ وقت کے لئے سکون کا سانس نصیب ہوا، اس لئے کہ وہ گورنمنٹ جو تاجروں کی کسی بات پر کان دھرنے کے لئے تیار نہ تھی، یکایک ان کے ساتھ مذاکرات کے لئے تیار ہوگئی، یہ آزادی مارچ کا ثمرہ نہیں تو اور کیا ہے؟!

۷:-کے پی کے صوبہ کے وہ ڈاکٹر حضرات جو اپنے مطالبات کے حق میں احتجاج کر رہے تھے، جن پر پولیس کے ذریعے تشدد کیا گیا، ان پر مقدمات بنائے گئے، ان کو جیلوں میں ڈالا گیا، اس آزادی مارچ کے ذریعے ان کو ریلیف ملا، ان سے مقدمات ہٹائے گئے اور تھانوں وجیلوں سے ان کو رہائی نصیب ہوئی۔

بہر حال! پرامن آزادی مارچ ۱۳ دن تک اسلام آباد میں رہا، جس نے نظم وتہذیب، امن وامان، گفتار کی شائستگی یا دلیل کی قوت کا لوہا منوایا ہے۔ اسی طرح حسن اخلاق اور عورتوں کی عزت وتوقیر کے حوالہ سے عالمی سطح پر ممتاز اور نمایاں مقام حاصل کر چکا ہے۔

حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے اس آزادی مارچ کے ذریعے عملاً یہ ثابت کر دیا کہ مارچ اور دھرنے ڈانس، مخلوط ناچ گانوں اور ڈھول ڈھمکوں کے بغیر بھی کامیاب بنائے جاسکتے ہیں، حکومت کے خلاف دیئے جانے والے دھرنوں میں تہذیب وشرافت اور انسانی حقوق کی پاسداری کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔بی بی سی رپورٹ کے مطابق جمعۃ المبارک کی نماز ۱۷ لاکھ ۶۰ ہزار سے زائد انسانوں نے اس آزادی مارچ کے پنڈال میں ادا کی، اس لاکھوں انسانوں کے احتجاج کو اعتدال کی راہ پر رکھنا یہ جمعیت علمائے اسلام اور انصار الاسلام کا انوکھا اور عظیم کارنامہ ہے۔

اسلام آباد کی سرزمین نے یہ عجیب منظر بھی دیکھا کہ یہاں آئے ہوئے لوگ اگرچہ آئے تو آزادی مارچ کے نام پر ہیں، سفید ریش بزرگ ہوں یا سیاہ ڈاڑھیوں والے نوجوان، کالج یونیورسٹی کے طلبہ ہوں یا سادہ لوح غریب عوام، سب نمازیں بھی پڑھ رہے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت بھی ہو رہی ہے،

رواذ کار کے حلقے بھی لگے ہوئے ہیں، تہجد بھی ادا ہورہی ہے اور دن رات اللہ تعالیٰ سے دعائیں اور مناجات کے ذریعے سب کے سب نصرتِ خداوندی ـ ب گار بھی نظر آتے ہیں، اور جذبہ اتنا جوان کہ اپنی مدد آپ کے تحت سب مصارف برداشت کرنے اور اسلام آباد جیسی سخت سردی اور بارش کے باوجود ک ہے تھے کہ اگر ہمیں ایک مہینہ کیا ایک سال کا بھی حکم ہوگا تو ہم یہیں رہیں گے۔

مولانا نے اپنے تدبر، تفکر، حکمت، بصیرت اور جرأت رندانہ کے زور پر پاکستان کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو ایک کاز اور ایک ہی کنٹینر لھڑا کیا۔ جمہوری تاریخ میں اس قدر کامیابی شاید ہی کسی اور سیاسی لیڈر کے حصہ میں آئی ہو۔ مولانا نے اس آزادی مارچ کے ذریعے سماجی اقدار کو فتح کر ،نی روایات کو زندہ کیا، اسلامی طرزِ حیات کے نمونے دکھلائے، سیاسیات کو سنجیدگی، وقار، متانت اور شائستگی سے مالا مال کیا، پاکستانی سیاست جسے مغربی گ ے بھر دیا گیا تھا، اسے مولانا نے نکھار کر سرخرو کیا، عدمِ تشدد اور پرامن لاکھوں کے مجمع کے سامنے حکمت و مصلحت کا ایسا بند باندھا کہ ایک جذباتی لہر بھی کنا راس نہ کرسکی، ڈاڑھی، پگڑی اور ٹوپی کا مان بڑھایا، کرتا اور رومال کی شان اونچی کی، مذہبی طبقے کی حقیقی تصویر ساری دنیا سے منوائی، مجبور قوم کو زبان دی، قوم اُت کا سلیقہ دیا، پسے اور دبے ہوئے افراد کی ترجمانی کی، اسلامی اقدار کو اُجاگر کیا، تہذیب اسلام کی آفاقیت تسلیم کرائی، قوم کا شعور بیدار کیا، اسی بنا پر جامع ،م اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزا لکندر دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کو تہنیتی خط لکھا، جس کا مضمون درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ومکرم حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پاکستانی قوم کی مشکلات، مصائب وآلام اور کرب واذیت کے ازالہ، آئین پاکستان کی حفاظت، خصوصاً ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کے قانون کے تحفظ کے لئے آپ نے جو علم جہاد بلند کیا ہے میں اس پُرامن تحریک اور کامیاب آزادی مارچ پر اپنی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اور اس آزادی مارچ میں شریک جماعتوں، افراد اور تمام کارکنان کی حفاظت فرمائے اور آپ سب حضرات کو تمام مقاصد عالیہ میں سرخروئی اور کامیابی عطا فرمائے۔

اس آزادی مارچ میں میرا شرکت کا ارادہ تو تھا، لیکن مرض کی شدت اور ڈاکٹر حضرات کی جانب سے سفر کی ممانعت کی بنا پر شرکت سے معذور ہوں۔ امید ہے میری صحت کے لئے آپ دعا فرمائیں گے۔

والسلام (مولانا ڈاکٹر) عبدالرزاق اسکندر

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

۴ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۲ نومبر ۲۰۱۹ء

اس لئے راقم الحروف ضروری سمجھتا ہے کہ ہمارے علمائے کرام خواہ مدارس سے وابستہ ہوں یا کسی مسجد کے خطیب، تبلیغی جماعت سے منسلک ہوں ی اور دینی شعبہ سے جڑے ہوئے، ہر ایک اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ جمعیت علمائے اسلام یا کسی اور دینی سیاسی جماعت سے ضرور تعلق ڑے اور الیکشن کے وقت صرف اور صرف دینی اور مذہبی ذہن رکھنے والی جماعت کو ہی ہر طریقے پر سپورٹ اور معاونت کرے، تاکہ دینی طبقہ ہی ا ے کی باگ ڈور سنبھال کر اس ملک اور قوم کو مشکلات سے نکال سکے۔ دینی لوگ اپنی اپنی جگہ اور اپنی اپنی سطح پر کتنا ہی دین کا کام کیوں نہ کر رہے ہوں جب ے قانون ساز اور قانون نافذ کرنے والے اداروں میں دینی لوگوں کی بھرپور نمائندگی اور شمولیت نہیں ہوگی، اس وقت تک قوم کی حفاظت، ملک ،مت، دین کی تبلیغ، دین کا نفاذ اور دینی طبقہ پر کئے جانے والے ہر طرح کے حملوں کا مؤثر جواب نہیں دیا جاسکتا، جیسا کہ بنگلہ دیش کی مثال ہمارے امنے ہے، وہاں علماء کی کثرت کے باوجود وہ اپنی بات حکومت سے منوانے، دینی اقدار، اور اسلامی تہذیب کو ملکی شناخت دلانے کی پوزیشن میں نہیں ں لئے ہمیں اس پہلو پر سوچنے اور عمل کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعی

# اخلاق حسنہ

## سیرت نبوی کا سب سے نمایاں پہلو

جناب سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی انسانی تاریخ کی وہ منفرد اور ممتاز ترین شخصیت ہیں جن کے حالاتِ زندگی، عادات و اطوار، ارشادات و فرمودات، اور اخلاق حسنہ اس قدر تفصیل کے ساتھ تاریخ کے صفحات پر موجود ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک کھلی کتاب کے طور پر نسل انسانی کے سامنے ہے اور آپؐ کی معاشرتی و خاندانی حتیٰ کہ شخصی اور پرائیویٹ زندگی کا بھی کوئی پہلو تاریخ کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رہا۔ اسے محض اتفاق قرار نہیں دیا جا سکتا کہ انسانی تاریخ اپنے دامن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور شخصیت کے احوال و اقوال کو اس اہتمام کے ساتھ محفوظ نہیں رکھ سکی۔ بلکہ یہ قدرتِ خداوندی کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کے تکوینی فیصلے کا آئینہ دار ہے کہ جب اللہ رب العزت نے اپنے پاکیزہ کلام قرآن کریم میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پوری نسل انسانی کے لیے اسوہ اور نمونہ قرار دیا تو اس اسوۂ حسنہ اور نمونہ کامل کا اپنی تمام جزئیات و تفصیلات کے ساتھ تاریخ کے صفحات پر محفوظ رہنا اس حکم خداوندی کا منطقی تقاضا ہے اور یہ منطقی تقاضا ایک معجزہ کے طور پر تاریخ انسانی کا ناقابل فراموش باب بن چکا ہے۔

انسانی فطرت ہے کہ ایک انسان زندگی کے کسی بھی شعبہ میں قدم رکھنے اور آگے بڑھنے سے پہلے اپنے سے بہتر شخص کے عمل و کردار کو بطور نمونہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اور جو شخص کسی بھی حوالے سے اس کی نظروں میں بہتر اور خوب قرار پاتا ہے اس کی پیروی کو وہ اپنی ترجیحات میں سرفہرست رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ''آئیڈیل کی تلاش'' کا

**حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ**

تصور اسی انسانی فطرت کا اظہار ہے اور اللہ رب العزت نے نسل انسانی کی ہدایت و راہنمائی کے نظام میں اس کی فطرت کے اس پہلو کا لحاظ رکھا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی سب سے پہلی سورہ الفاتحہ میں انسان کو ہدایت کے لیے جو دعا سکھائی گئی ہے وہ یہی ہے کہ

''اے اللہ! ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا، نہ کہ ان لوگوں کے راستے پر جو تیرے غضب کا شکار ہوئے۔''

یہ انعام یافتہ لوگ جن کے نقش قدم پر چلنے کی سورہ فاتحہ میں تلقین کی گئی ہے بلاشبہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے سچے پیروکاروں کا مقدس گروہ ہے جو اپنے کردار و اخلاق کے اعتبار سے نسل انسانی کا سب سے ممتاز طبقہ ہے۔ اور نسل انسانی نے اپنے اپنے دور میں اس طبقہ کے ہر فرد سے راہنمائی اور ہدایت حاصل کی ہے۔ لیکن ان نیک اور پارسا شخصیات کی زندگیاں اپنی اپنی جگہ ہدایت کا منبع ہونے کے باوجود آج کے انسان کے لیے تاریخ کے صفحات پر اس انداز سے محفوظ نہیں ہیں کہ وہ ان سے اپنی زندگی کے مسائل و مشکلات میں راہنمائی حاصل کر سکے، سوائے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے کہ آج کا انسان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے کسی بھی شعبہ میں راہنمائی حاصل کرنا چاہے تو اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی یا اقوال و ارشادات میں راہنمائی کی کوئی نہ کوئی بنیاد ضرور مل جائے گی۔ یہ محض عقیدت کا اظہار نہیں بلکہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جسے آزمائش کی کسی بھی کسوٹی پر آج بھی پرکھا جا سکتا ہے۔

آج نسل انسانی جس ذہنی انتشار، دلی بے اطمینانی اور معاشرتی انارکی کا شکار ہے اس نے ان تمام نظریات، افکار، فلسفوں اور نظاموں کے بھرم توڑ کر رکھ دیے ہیں جن کے تانے بانے خود انسان ہزاروں برس سے اپنے اردگرد بنتا آ رہا ہے، اور جن کے سہارے انسانی معاشرہ کو امن و سکون کی منزل سے ہمکنار کرنے کا کوئی بھی خواب تعبیر کا دامن نہیں تھام سکا۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ بے راہ روی کے تپتے ہوئے ریگستان میں بھٹکنے والی انسانیت کی راہنمائی اس سرچشمۂ ہدایت کی طرف کی جائے

جوسب سے زیادہ محفوظ، شفاف، شفا بخش اور خوش ذائقہ ہے۔اور بلاشبہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہے جس کی پیروی کے بغیر نسل انسانی امن وسکون کی حقیقی منزل سے ہمکنار نہیں ہوسکتی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سراپا مجموعۂ صفاتِ حمیدہ ہے۔آپ کی حیات مبارکہ کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو ارباب بصیرت اور اہلِ فکر و دانش سے خراج عقیدت وصول نہ کر چکا ہو۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو جس نے دوست و دشمن سب کو اس بارگاہ خیر وحسن میں سرنیاز خم کرنے پر مجبور کر دیا، آپؐ کے اخلاق کریمانہ ہیں جسے قرآن کریم نے ’’خلق عظیم‘‘ سے تعبیر کیا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ’’کان خلقه القرآن‘‘ کہہ کراسے قرآن پاک کی عملی تعبیر وتفسیر قرار دیا ہے۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں خود اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:’’انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق‘‘ کہ مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ایک اور روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ’’مجھے اچھے کام مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے‘‘۔اور یہ امر واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے کاموں یعنی مکارم اخلاق کو جن بلندیوں سے ہمکنار کیا ان کی مثال پیش کرنے سے تاریخ آج تک قاصر ہے۔آپؐ نے اپنے پیروکاروں کو بھی اچھی عادات اور بہتر معاملات کی تلقین فرمائی ہے اور اخلاق کریمانہ انہی دو امور سے عبارت ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہے:’’مجھے تم سب میں سب سے زیادہ اچھا وہ شخص لگتا ہے، جس کے اخلاق اچھے ہوں اور سب سے برا میرے نزدیک وہ ہے جو برے اخلاق کا حامل ہے۔‘‘

ایک اور حدیث کے مطابق آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب ایمان شخص اچھے اخلاق کی بدولت ان لوگوں جیسا مقام حاصل کر لیتا ہے جو رات بھر نفل پڑھنے اور دن کو روزہ رکھنے کے عادی ہیں۔

ایک حدیث میں یوں ارشاد فرمایا کہ زیادہ کامل ایمان ان لوگوں کا ہے جو اچھے اخلاق والے ہیں۔

ایک صحابیؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! انسان کو سب سے بہتر چیز کون سی عطا ہوئی ہے؟ فرمایا: اچھے اخلاق۔

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری ملاقات میں جو وصیت کی اس میں فرمایا کہ تم لوگوں کے ساتھ اپنے اخلاق بہتر بناؤ۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارے میں یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ:’’اے اللہ! تو نے جس طرح میری جسمانی بناوٹ کو بہتر بنایا ہے اس طرح میری عادات واخلاق کو بھی بہتر کردے۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جھوٹ ترک کردیا اس کا ٹھکانہ جنت کے آغاز میں ہوگا، جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا ترک کیا اس کا ٹھکانہ جنت کے درمیان ہوگا، اور جس نے اپنی ساری عادات واخلاق کو بہتر بنا لیا اسے جنت کے سب سے اوپر والے حصہ میں جگہ ملے گی۔

اخلاق وعادات کے حوالہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اپنی زندگی اور عمل کا نمونہ ہی پیش نہیں کیا بلکہ اپنی تعلیمات وہدایات میں اچھے اور برے اخلاق کے درمیان ایک حد فاصل قائم کردی ہے۔آپؐ نے اخلاق حسنہ کا ایک ایسا معیار مقرر کردیا ہے جو ڈیڑھ ہزار سال کے لگ بھگ عرصہ گزر جانے کے بعد بھی اس باب میں حرف آخر ہے۔آپؐ نے اچھے اخلاق کی تفصیل بیان فرمائی ہے، اچھی عادات کا ذکر کیا ہے، ان میں سے ہر ایک کے فوائد سے لوگوں کو آگاہ کیا ہے، اور پھر خود ان پر عمل کر کے اس کا نمونہ پیش کیا ہے۔اسی طرح جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برے اخلاق اور بد عادات کا تذکرہ فرمایا ہے، ان کے نتائج سے لوگوں کو خبردار کیا ہے، اور خود اس سے بچ کر بری عادات سے گریز کی عملی تربیت دی ہے۔

یہ انسانی معاشرہ پر درسگاہِ نبوی کا سب سے بڑا احسان ہے کہ اسے اخلاق کریمانہ کی تعلیم اور اس پر عملدرآمد کا پورا پیکیج ایک ہی جگہ حسین توازن کے ساتھ مل رہا ہے۔اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ ان کی تربیت یافتہ جماعت (صحابہ کرامؓ) کی اجتماعی زندگی بھی کھلی کتاب کی صورت میں لوگوں کے سامنے ہے جو اجتماعی اخلاق و آداب اور عادات واطوار میں قیامت تک انسانی معاشرہ کی راہنمائی کرتی رہے گی۔

(ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ، اکتوبر ۱۹۹۴ء)

# مولانا سیف الرحمٰن درخواستیؒ کی رحلت

**مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی**

موصوف، شیخ الاسلام حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے نواسے، شیخ الحدیث مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ کے برادر اصغر تھے۔ موصوف کے ایک بھائی مولانا انیس الرحمٰن شیعہ سنی تناظر میں شہید کردیئے گئے، جو سب سے چھوٹے تھے لیکن علم وفضل میں کسی سے کم نہ تھے۔ ایک بھائی مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی مدظلہ ہیں جو جامعہ عبداللہ ابن مسعود کے نام سے خان پور میں جامعہ کا اہتمام وانتظام سنبھالے ہوئے ہیں۔

مرحوم جامعہ مخزن العلوم والفیوض خان پور رحیم یار خان کے اس وقت کے فضلاء میں سے تھے، جب مخزن العلوم کا طوطی بولتا تھا۔ حضرت درخواستی جمعیت علماء اسلام کے امیر اور سینکڑوں مدارس کے سرپرست تھے۔ آپ نے تقریباً ۱۹۷۶ء میں دورۂ حدیث شریف کیا، جب مخزن میں حضرت مولانا واحد بخشؒ، مولانا محمد ابراہیمؒ، مولانا عبدالرحیم درخواستیؒ برادر صغیر حضرت مولانا درخواستیؒ اور اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی سے کسب فیض کیا اور احادیث مبارکہ کا درس لیا۔

علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد روجھان بعدازاں راجن پور جنوبی پنجاب میں جامعہ شیخ درخواستیؒ کے نام سے ادارہ قائم کیا، جس میں بنین وبنات کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا۔ اصلاحی تعلق حضرت درخواستی سے تھا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور اجازت سے سرفراز فرمائے گئے۔ آپ ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں عامۃ المسلمین کی تعلیم وتربیت کی طرف مصروف ہوگئے، آپ ایک اچھے خطیب بھی تھے، بلکہ چاروں بھائی اچھے خطیبوں میں سے تھے۔ آپ کی خطابت اصلاحی تھی۔ لوگوں کے ایمان واعمال کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ فرماتے۔ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام کے اس دھڑے سے وابستہ تھے، جس کی قیادت وسیادت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ فرمارہے تھے، بلکہ ان کے نام کے ساتھ جمعیت علماء اسلام کا سرپرست لکھا جاتا تھا، واللہ اعلم!

تحریک ختم نبوت سے والہانہ عقیدت وتعلق رکھتے تھے، اپنے اصلاحی بیانات میں جہاں اور مسائل کی طرف توجہ فرماتے وہاں ختم نبوت جیسے بنیادی عقیدہ سے کیسے غافل رہ سکتے تھے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے زمانہ میں وہ طلب علم میں مصروف تھے، لیکن ۱۹۸۴ء کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت انہیں اپنے نانا حضرت درخواستیؒ سے وراثت میں ملی تھی، جب بھی ملاقات ہوئی ہنستے مسکراتے بڑے تپاک سے ملتے اور مجلس کی تبلیغی کارکردگی سن کر بہت خوشی کا اظہار فرماتے۔

ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے، شوگر کا شدید اٹیک ہوا تو رحیم یار خان کے شیخ زید ہسپتال میں داخل کرائے گئے، لیکن: ’’مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی‘‘ تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ نے جان جان آفرین کے سپرد کی۔ ۷/نومبر رات کو انتقال فرمایا، اگلے روز ۸/نومبر کو راجن پور میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں علماء، طلباء، حفاظ، قرأ اور عوام نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کی امامت آپ کے فرزند ارجمند مولانا رحمت الرحمٰن نے فرمائی اور انہیں راجن پور میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم اپنے رفقاء مولانا حافظ محمد انس، مولانا محمد اقبال میلسوی سمیت جنازہ میں شریک ہوئے۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں، آمین!

☆☆......................☆☆

## مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

# تبلیغی ودعوتی اسفار

**جلہ ارائیں:** جلہ ارائیں ضلع لودھراں کا معروف قصبہ ہے، جو اہل حق کا مرکز رہا ہے۔ شیخ اللہ رکھا مرحوم مجلس احرار اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خدام میں سے تھے۔ ساری زندگی عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور تردید قادیانیت میں گزاری۔ جلہ ارائیں میں ارائیں فیملی آباد ہے جن کی بڑی بڑی جاگیریں ہیں اور اکثر صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔ یہاں ایک عرصہ تک مولانا اللہ بخشؒ فاضل دیوبند توحید وسنت کا پرچار کرتے رہے۔ کم گو ہونے کے باوجود جہاں قرآن وسنت کی بات ہوتی خم ٹھونک کر میدان میں آتے۔ اللہ پاک ان کی بال بال مغفرت فرمائیں، آمین!

شیخ اللہ رکھا تحریک ختم نبوت کے قائدین حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ سے نیازمندانہ تعلقات رکھتے تھے۔ ۱۹؍ شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۷؍ مارچ ۱۹۸۹ء کو ان کا انتقال ہوا۔ ان کے خاندان میں سے کئی ایک علماء کرام اور حفاظ قرآن دین اسلام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ کے سیکریٹری مولانا عبدالمنان بھی اسی فیملی سے تعلق رکھتے ہیں، نیز اس فیملی سے تعلق رکھنے والے مولانا قاری عبدالرحمٰن فاضل خیرالمدارس ہیں، میرے خیرالمدارس کی تعلیم کے زمانہ کے ایک دو جماعتوں کے فرق سے ساتھی ہیں، ان کی دعوت پر یکم نومبر ۲۰۱۹ء کے جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے ان کی قائم کردہ جامع مسجد میں دیا۔

**مدرسہ حفظ القرآن کہروڑپکا:** مدرسہ کے بانی مولانا قاری امیرالدین تھے جو ایک منجھے ہوئے استاذ تھے۔ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے مدرسہ حفظ القرآن کی بنیاد رکھی، سینکڑوں سے متجاوز حفاظ وقراء نے ان سے کسب فیض کیا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند اکبر مولانا قاری عبدالرحمٰن ان کے جانشین بنائے گئے، یہ بھی جامعہ خیرالمدارس میں تعلیم کے زمانہ میں مجھ سے دو سال آگے تھے۔ ان سے برادرانہ مراسم تعلیم کے زمانہ سے چلے آرہے ہیں۔ جب بھی کہروڑپکا میں حاضری ہوتی ہے، مدرسہ حفظ القرآن میں بھی حاضر ہوتا ہوں۔ یکم نومبر کو عصر کی نماز مدرسہ حفظ القرآن میں ادا کی اور تھوڑی دیر ان سے مجلس رہی۔

مولانا منیر احمد ریحان مدظلہ کہروڑپکا میں مجلس کے امیر ہیں، کہروڑپکا شہر کے وسط میں واقع جامع مسجد بخاری چوک کے امام وخطیب بھی ہیں، ان کی رفاقت ومعیت اور قاری عبدالرحمٰن کی سرپرستی میں ’’کنڈ‘‘ نامی قصبہ میں حاضری ہوئی، جہاں یکم نومبر کو مغرب سے عشاء تک ختم نبوت کے عنوان پر پروگرام منعقد ہوا۔ تلاوت و نعت کے بعد راقم کا بیان ہوا۔ بعدازاں مولانا قاری عبدالرحمٰن مدظلہ نے آخری بیان فرمایا۔ کنڈ کی جامع مسجد کے خطیب وامام مولانا سیّد خادم حسین شاہؒ فاضل جامعہ قاسم العلوم ملتان تھے۔ ان کی وفات کے بعد مولانا سیّد محمد عمر شاہ سلمہ فاضل جامعہ باب العلوم کہروڑپکا ان کے جانشین بنے، مولانا سیّد محمد عمر شاہ کی دعوت پر مذکورہ بالا پروگرام تشکیل دیا گیا۔

**جامعہ باب العلوم کہروڑپکا:** اگرچہ اس کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ مولانا مفتی عبدالرحمٰنؒ اس کے بانیوں میں سے تھے۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے زمانہ میں سندھ کے تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے، لیکن ان کا اتا پتہ نہ ملا۔ ۱۹۷۱ء میں جب مدرسہ ویران تھا، اہلیان کہروڑپکا استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں کبیروالا تشریف لے گئے اور استاذ جی سے کہروڑپکا تشریف لاکر مدرسہ کا نظم سنبھالنے کی درخواست کی، استاذ جیؒ نے کچھ شرائط کے ساتھ آنے کی استدعا کو قبول فرماتے ہوئے تشریف لانے کا وعدہ کیا۔

بنیادی شرائط میں سے اہم شرط اندرون مدرسہ میں شوریٰ کا کوئی عمل دخل نہ ہوگا۔ استاذ جیؒ خودمختار ہوں گے۔ منتظمہ نے قبول کرلیا اور الحاج شیخ غلام محمد عباسی مدظلہ مہتمم مقرر ہوئے اور استاذ جی صدرالمدرسین، چنانچہ استاذ جیؒ نے مدرسہ کا اندرونی نظم ونسق سنبھالا اور اپنے شاگردوں کی ایک کھیپ لے کر آئے اور انہیں استاذ مقرر فرمایا۔ استاذ جیؒ کی مشکوٰۃ پورے پنجاب میں مشہور تھی۔ طلبا مشکوٰۃ کھنچے چلے آئے اور دیگر کلاسوں میں طلبا

کرام کا ایک جم غفیر جمع ہوگیا اور باب العلوم ملک کے اہم جامعات میں شمار ہونے لگا۔

راقم نے بھی ۱۹۷۵ء میں مشکوٰۃ شریف کی کلاس میں داخلہ لیا اور مشکوٰۃ شریف استاذ جیؒ سے پڑھی۔ اس وقت دیگر اساتذہ کرام میں سے پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم سے ہدایہ رابع پڑھی۔

اگلا سال دورۂ حدیث شریف کا جامعہ میں آغاز ہوگیا اور استاذ جیؒ نے بخاری و ترمذی خود پڑھائیں، دیگر اسباق میں میرے مرشد حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم سے ابوداؤد شریف، حضرت مولانا محمد امینؒ سے مسلم شریف، حضرت مولانا منیر احمد منور سے طحاوی شریف، حضرت مولانا شیخ حبیب احمد سے نسائی شریف پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ استاذ جی ۲۰۱۵ء میں راہیٔ ملک عدم ہوئے، تو استاذ محترم حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔ الحمدللہ! باب العلوم اسی طرز پر استاذ محترم مولانا منیر احمد منور کی صدارت، مولانا حبیب الرحمٰن کے انتظام، شیخ غلام محمد عباسی کے اہتمام میں روبترقی ہے۔ اللہ پاک قیامت کی صبح تک آباد وشاداب فرمائیں، آمین یا اللہ العالمین!

کیم نومبر کنڈ سے فراغت کے بعد رات آرام و قیام باب العلوم میں رہا۔ استاذ محترم حضرت مولانا منیر احمد منور، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا محمد احمد مہمان خانہ میں تشریف لائے اور کافی دیر مختلف موضوعات پر گفتگو رہی۔ اگلے دن ۲ نومبر حضرت الاستاذ مولانا شیخ حبیب احمد مدظلہ سے دعائیں لیں۔

جامع مسجد بخاری چوک میں ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ بخاری چوک کی جامع مسجد اہل حق کا ہمیشہ مرکز رہی ہے۔ ۱۹۸۴ء میں اس مسجد کو یہ اعزاز حاصل رہا کہ یہیں سے جلوس نکلتے اور یہیں جلسے ہوتے۔ مولانا غلام محمد ریحانؒ اس مسجد کے عرصہ دراز تک امام وخطیب رہے۔ نیز موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر بھی تھے، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند نسبتی مولانا منیر احمد ریحان سلمہ آپ کے جانشین مقرر ہوئے اور مسجد کی امامت وخطابت انہیں کے حصہ میں آئی۔ غالباً مجلس کے امیر بھی موصوف ہی ہیں۔ موصوف جامعہ باب العلوم کے فاضل ہیں اور ایک عرصہ تک باب العلوم میں استاذ بھی رہے۔ اب بعض ارباب خیر نے دارالعلوم کے نام سے ایک خوبصورت عمارت بنا کر مدرسہ کا انتظام ان کے سپرد کیا۔ اہتمام جامعہ باب العلوم کے فاضل اور سابق استاذ وناظم مولانا مفتی ظفر اقبال مدظلہ چیچہ وطنی کے پاس ہے۔ بخاری مسجد میں بیان کے بعد موصوف نے فرمایا کہ ہمارے جدید مدرسہ میں بھی تشریف لے چلیں، چنانچہ دارالعلم میں عصر کی نماز سے پہلے طلبا و اساتذہ کرام سے تھوڑی دیر بیان ہوا۔ راقم نے مولانا منیر احمد ریحان سے درخواست کی کہ اللہ پاک نے آپ کو شاندار عمارت اور مدرسہ عنایت فرمایا ہے، کسی اور ادارہ سے تقابل نہیں ہونا چاہئے۔ مولانا ریحان نے وعدہ فرمایا۔ بعد نماز عصر مقامی میرج ہال میں ضلع ملتان کے مبلغ مولانا وسیم اسلم کے بھائی کی دعوت ولیمہ میں شرکت کے بعد واپسی کا سفر کیا۔

**مولانا حافظ احمد بخشؒ:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے عرصہ پچیس سال ضلعی مبلغ رہے۔ اللہ پاک نے انہیں چار صاحبزادے عطا فرمائے، ایک فرزند ارجمند سانپ کے ڈسنے سے ان کی زندگی میں انتقال فرماگئے۔ تین فرزندان گرامی بقید حیات ہیں اور تینوں حافظ قرآن ہیں۔ بڑے بیٹے حافظ محمد طیب اسکول ٹیچر ہیں۔ منجھلے بیٹے حافظ محمد قاسم کسی یونین کونسل میں سیکریٹری ہیں، چھوٹے بیٹے حافظ محمد طارق نے غالباً کیمیکل میں ڈپلومہ کیا، اب کسی سعودی فیکٹری میں ملازم ہیں۔ بڑے بیٹے حافظ محمد طیب کے بیٹے ظفر اقبال کا ولیمہ تھا، اس میں ۳ نومبر کو عشاء کی نماز کے بعد شرکت کی۔

**جامعہ عزیز العلوم شجاع آباد:** میرے استاذ محترم مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ جو تفسیر قرآن اور نحو کی تعلیم و تدریس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، آپ نے نحو، ثانی سیبویہ تلمیذ شیخ الہندؒ حضرت مولانا غلام رسول پونٹویؒ سے پڑھی، جو جنوبی پنجاب میں استاذ الکل کی حیثیت رکھتے تھے۔ مرشد العلماء حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ جیسی شخصیات نے ان کے سامنے زانوئے تلمیذ تہہ کئے۔ استاذ محترم، حضرت مولانا غلام رسول پونٹویؒ کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ اگر یوں کہا جائے کہ استاذ محترم آپ کے جانشین تھے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ استاذ محترم نے اس وقت شجاع آباد میں مدرسہ عزیز العلوم کی بنیاد رکھی جب ہر طرف شرک وبدعات کی گھٹاٹوپ اندھیریاں چل رہی تھیں۔ آپ نے اس وقت توحید وسنت کا پرچار کیا۔ اللہ پاک نے انہیں فن خطابت میں بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ ”حسن وہ جس کا سوکن کو بھی اعتراف ہو۔“ خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور خطیب اسلام مولانا

محمد ضیاء القاسمیؒ بھی آپ کی خطابت کا اعتراف کرتے تھے۔ راقم نے کریما، نام حق سے شرح جامی اور مشکوٰۃ شریف تک آپ سے تعلیم حاصل کی۔ حسن اتفاق کہ آپ کے فرزند اکبر مولانا مفتی عبیداللہ عزیز جو آپ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین بنے، کے ساتھ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا مفتی عبیداللہ بھی اپنے والد محترم کے فن خطابت میں صحیح جانشین تھے۔ دونوں اللہ کے یہاں پہنچ گئے، اللہ پاک مغفرت فرمائیں، آمین! مولانا مفتی عبیداللہ کے بعد استاذ محترم کے ایک اور فرزند ارجمند مولانا امداداللہ عزیز مدرسہ کے مہتمم بنے۔ استاذ محترم کے ایک اور فرزند ارجمند مولانا حماداللہ عزیز نائب مہتمم اور جمال عبدالناصر ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ راقم جب بھی شہر جاتا ہے، استاذ محترم اور رفیق محترم کی قبور پر ضرور حاضری دیتا ہے۔ ۳۱ راکتوبر مغرب کی نماز کے بعد مدرسہ کی جامع مسجد زینت المساجد میں بیان کی سعادت حاصل کی، اس سے قبل عصر کی نماز کے بعد مدنی مسجد میں بیان ہوا۔

**شاہی مسجد شجاع آباد:** سینکڑوں سال قبل نواب محمد شجاع خان نے شجاع آباد کی بنیاد رکھی اور شجاع آباد کے وسط میں شاہی مسجد بنائی۔ جس کی امامت وخطابت خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے جداعلیٰ مولانا قاضی محمد سلطان کے سپرد کی۔ ان کی وفات کے بعد مولانا قاضی محمد امینؒ، مولانا قاضی محمد یاسینؒ، مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا قاضی عبداللطیف اخترؒ یکے بعد دیگرے خطیب رہے۔ شاہی مسجد اور اس سے متصل مدرسہ حدیقۃ الاحسان کا نظم مولانا قاضی قمرالصالحین سنبھالے ہوئے ہیں جو خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے نواسے مولانا قاضی عبداللطیف اخترؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ شجاع آباد جب سودا سلف کی خریداری کے لئے جانا ہوتا ہے تو عام طور پر ظہر یا عصر کی نماز شاہی مسجد میں ادا کرتا ہوں۔ ۴؍نومبر کو عصر کی نماز شاہی مسجد میں ادا کی۔ ہمارے حضرت قاضی صاحبؒ کی وفات بھی نومبر کے مہینہ میں ہوئی، اسی نسبت سے حضرت قاضی صاحبؒ کی خدمات کے حوالہ سے پندرہ بیس منٹ خطاب کا موقع ملا۔

**مولانا خدابخش شجاع آبادیؒ:** مولانا مرحوم نصف صدی تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ رہے، آپ نے کچھ عرصہ بہاولنگر گزارا اور زیادہ عرصہ چناب نگر جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن کے خطیب اور چنیوٹ ضلع کے مبلغ رہے۔ آپ کے دور میں چناب نگر میں مسلم کالونی بنی۔ آپ نے درجنوں لوگوں کو پلاٹ اونے پونے دلوائے، لیکن اپنے نام ایک پلاٹ بھی نہ کروایا۔ آپ عرصہ دراز تک محمدیہ مسجد کے جمعہ اور عیدین کے خطیب رہے۔ اس دوران آپ کی کل کائنات ایک بیگ ہوتا تھا، جس میں دو تین سوٹ کپڑے اور چند کتابیں۔ چناب نگر سے ملتان تبدیل ہوئے اور مرکزی مبلغ بنادیے گئے۔

آپ دارالعلوم کبیر والا کے فاضل اور استاذ العلماء حکیم العصر استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے چہیتے شاگردوں میں سے تھے۔ استاذ جی کئی مرتبہ ان کے گھر جو شجاع آباد سے جنوب مغرب کی جانب ایک نہر پر شہر سے تقریباً چار کلو میٹر پر واقع ہے، تشریف لے گئے۔

استاذ جی کے علاوہ دارالعلوم کبیر والا کے بانی حضرت مولانا عبدالخالقؒ (المعروف صدر صاحب) مولانا ظہور الحق، امام الصرف مولانا منظور الحق، شیخ الحدیث مولانا علی محمدؒ، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ سے کسب فیض کیا۔

مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ اور ان کے رفقاء سے یارانہ تھا۔ حضرت مناظر اعظم مولانا عبدالستار تونسویؒ سے نیازمندی کا تعلق تھا۔ فراغت کے بعد تقریباً چھ ماہ تک مولانا ابوالحسن قاسمیؒ کے قائم کردہ مدرسہ تعلیم الابرار، جو کسی زمانہ میں چونگی نمبر ۹ ملتان کے باہر خانیوال روڈ پر واقع تھا، میں استاذ رہے۔ پھر مجلس کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہوگئے اور تقریباً چالیس سال تک مجلس کے مبلغ رہے، چونکہ ذی استعداد عالم دین تھے، مجلس کے زیر اہتمام قائم شعبہ تعلیم وتدریس میں استاذ رہے۔ ملتان اور چناب نگر کے کورسوں میں پڑھاتے رہے۔ مجلس کے اکثر وبیشتر مبلغین ان کے تلامذہ ہیں۔ چنیوٹ کانفرنس اور بعد ازاں چناب نگر کانفرنسیں ان کی موجودگی میں ہوتی رہیں۔ تقریباً ایک سال صاحب فراش رہے اور چناب نگر کانفرنس کے موقع پر ۲۹؍ستمبر ۲۰۰۵ء کو انتقال فرمایا۔ سوئے قسمت مجلس کے مرکزی راہنماؤں میں کوئی ساتھی جنازہ میں شریک نہ ہوسکے۔ تمام ساتھیوں کی ڈیوٹیاں لگی ہوتی تھیں، راقم کی ڈیوٹی اسٹیج پر تھی۔ اگلے دن ان کی نماز جنازہ ہوئی۔ مولانا نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ۲ بیٹے اور بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ ایک ولیمہ میں ان کے فرزند ارجمند حافظ محمد عثمان سلمہ سے ملاقات ہوئی تو ان کے اصرار پر ۵؍نومبر ان کے ہاں چاہ سدو والا

موضع رکن ہٹی تحصیل شجاع آباد میں حاضری دی۔

**مدرسہ عطاء العلوم ٹوتک محمید ڈیرہ غازی خان:** مدرسہ کی بنیاد شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا عطاء محمد شاہ جمالیؒ نے رکھی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند حضرت مولانا بشیر احمد شاہ جمالیؒ اس کی آبیاری فرماتے رہے۔ مؤخر الذکر جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل تھے، حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیروی جیسی شخصیات سے علوم کی تکمیل کی، اس سے قبل دارالعلوم کبیروالا میں پڑھتے رہے اور ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے مایہ ناز شاگردوں اور میرے شیخ حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے تعلیم کے ساتھیوں میں سے تھے، جو علوم عالیہ وآلیہ کے فضلاء میں سے تھے، آپ نے علوم اسلامیہ کی تکمیل جامعہ خیر المدارس ملتان سے کی۔ استاذ جیؒ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نوراللہ مرقدہ ان سے بہت محبت فرماتے اور سال میں ایک دو مرتبہ ان کے ہاں ضرور تشریف لاتے۔ سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن مدظلہ ابن مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا سیّد عبدالخبیر آزاد یہاں زیر تعلیم رہے۔ مولانا بشیر احمد شاہ جمالیؒ نے ۳؍جنوری ۲۰۱۵ء کو انتقال فرمایا، آپ کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا اسعد حبیب مدظلہ ان کے جانشین اور مدرسہ کے مہتمم مقرر ہوئے، مؤخر الذکر کے دور میں مدرسہ نے اور ترقی کی، بنین و بنات کے شعبوں میں سینکڑوں طلبا اور طالبات زیر تعلیم ہیں۔ اللہ پاک دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائیں، آمین! برادر مکرم مولانا قاضی احسان احمد سلمہ مبلغ کراچی کے حکم پر راقم نے ۸؍نومبر جمعۃ المبارک کا خطبہ مدرسہ عطاء العلوم ٹوتک محمید ڈیرہ غازی خان کی مسجد میں دیا۔

**جامع مسجد الفرقان میں جلسہ میلاد:** مولانا قاری انعام اللہ نے اپنے والد محترم مولانا عبدالعزیز مدظلہ کی سرپرستی میں ۸؍نومبر مغرب کی نماز کے بعد جلسہ منعقد کیا، جس کی صدارت قاری انعام اللہ نے خود کی، تلاوت ونعت کے علاوہ کئی ایک علماء کرام نے خطاب کیا، آخری خطاب راجن پور کے معروف صاحب طرز خطیب مولانا عمر حیدری نے کیا اور ان سے پہلے چند منٹ راقم کو گفتگو کی سعادت نصیب ہوئی، رات کا قیام قریبی مسجد بلال میں رہا۔

**قاری اللہ یار ارشدؒ:** قائم پور ضلع بہاولپور کے رہنے والے تھے۔ علوم کی تکمیل کے بعد مجلس احرار اسلام کے مرکز چناب نگر میں ایک عرصہ نگران وخطیب رہے، متحرک شخصیت کے مالک تھے، مجلس احرار سے اختلاف ہوا تو لاری اڈا چناب نگر کے قریب پہاڑی کے دامن میں بخاری مسجد کے نام سے مسجد بنائی اور اسی مسجد کو اپنا مرکز بنا کر قادیانیت کا مقابلہ جاری رکھا، بلا کے فعال انسان تھے، جب تک رہے بھرپور محنت کرتے رہے، شوگر کے مریض تھے، اپنے گھر قائم پور میں آئے، بیماری کا حملہ ہوا، بہاول وکٹوریہ ہسپتال میں داخل کرائے گئے، لیکن بیماری کے ساتھ لڑتے لڑتے ۸؍جون ۲۰۱۰ء کو اس دارِفانی سے رحلت فرماگئے، اللہ پاک ان کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں، آمین! ان کی وفات کے بعد ان کے ہمشیرزادہ قاری محمد عمر سلمہ نے ان کا مرکز سنبھالا، ہر سال ۱۲؍ربیع الاول کی مناسبت سے جلوس نکالتے ہیں، جو لاری اڈا سے اقصیٰ چوک تک جاتا ہے۔ انہوں نے جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے استاذ الحدیث مولانا محمد احمد مبارک پوری کی معرفت راقم سے بھی خطاب کی استدعا کی، چنانچہ پہلی مرتبہ راقم کو ان کے جلوس کی معرفت قادیانیوں کے ”ایوانِ محمود“ اور لائبریری کے سامنے خطاب کی سعادت حاصل ہوئی۔ راقم نے ”اوصافِ نبوت اور مرزا قادیانی“ کے عنوان پر گفتگو کی اور انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

**مجلس احرارِ اسلام کی سالانہ کانفرنس میں شرکت:** مجلس احرارِ اسلام نے ۱۹۲۹ء سے قادیانیت کا تعاقب شروع کیا۔ ۱۹۳۰ء میں حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت قرار دیا گیا۔ ۱۹۳۴ء میں احرار نے قادیان میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کی۔ قادیان میں ہمارے استاذ مولانا محمد حیاتؒ چودہ سال تک رہ کر قادیانیوں کے دجل وفریب کا پردہ چاک کرتے رہے۔ احرار چونکہ بوجوہ تحریک پاکستان میں شامل نہ ہوسکے تو قادیانیوں کو موقع مل گیا کہ احرار غدار پاکستان ہیں اور احرار پر پابندی عائد کردی گئی۔ احرار راہنما سر جوڑ کر بیٹھے اور انہوں نے قادیانیت کے دجل وفریب اور اس کے تعاقب پر غور وخوض کیا اور کہا کہ بات نام کی نہیں، کام کی ہے تو مجلس احرارِ اسلام نے اپنے شعبۂ تبلیغ ”تحفظ ختم نبوت“ کو مستقل جماعت کا نام دے دیا اور ۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی، کچھ

عرصہ کے بعد مجلس احرار اسلام سے پابندی ہٹادی گئی تو شیخ حسام الدین انصاریؒ، حضرت مولانا سیّد ابوذر عطاء المنعم شاہ بخاریؒ، مولانا عبیداللہ احرار، چوہدری ثناء اللہ بھٹہ اور دیگر راہنماؤں نے مجلس احرار اسلام کی بحالی کا اعلان کردیا تو دونوں جماعتیں مل کر قادیانیت کا تعاقب کرتی رہیں۔

امیر شریعتؒ کے فرزندان گرامی مولانا سیّد ابو ذرابو معاویہ بخاریؒ، مولانا سیّد عطاء المحسن بخاریؒ، مولانا سیّدعطاء المومن شاہ بخاریؒ کے بعد دیگر مجلس احرار اسلام کی قیادت فرماتے رہے، آج کل ابن امیر شریعت حضرت پیر جی مولانا عطاء المہیمن شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ امیر، محمد کفیل شاہ بخاری نائب امیر، حاجی عبداللطیف چیمہ، چیچہ وطنی ناظم اعلیٰ ہیں۔

۱۹۷۵ء میں ربوہ کھلا شہر قرار دیا گیا تو شاہ صاحبان نے ربوہ میں جامع مسجد احرار اور مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ ابن امیر شریعت مولانا سیّد عطاء المحسن شاہ بخاریؒ اور دوسرے برادران نے آج سے تقریباً بیالیس سال پہلے ۱۱، ۱۲ ربیع الاول کو جلسہ سیرت کی بنیاد رکھی، نیز اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے جلوس نکالنا شروع کیا۔ جلوس کا مقصد ربوہ کے در و دیوار اور قادیانیوں کے ایوانوں تک کلمہ حق پہنچانا تھا۔ راقم کی خواہش تھی کہ کبھی اس جلسہ سیرت میں شرکت کی سعادت حاصل کروں۔ سیّد کفیل شاہ بخاری مدظلہ دفتر مرکزیہ تشریف لے آئے اور مولانا اللہ وسایا مدظلہ سے جلسہ سیرت میں شرکت کی استدعا کی۔ مولانا کو عمرہ کا سفر درپیش تھا، عذر فرمایا اور مجھے حکم فرمایا کہ آپ شرکت کریں۔

الحمدللہ! اس کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت اقدس حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم اور حضرت اقدس مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے شرکت کی اور کانفرنس کی ایک نشست کی صدارت کی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی صدارت میں ۱۲ ربیع الاول قبل ازظہر بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

**جوہرآباد میں ختم نبوت کانفرنس:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۱۵ نومبر شبیر کالونی کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں تلاوت ونعت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی مبلغ مولانا محمد نعیم، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، بریلوی مکتب فکر کے معروف خطیب مولانا سیف اللہ قادری لاہور، اہلحدیث مکتبہ فکر کے مولانا عبدالرحمٰن اور معروف خوش الحان خطیب مولانا شبیر احمد عثمانی فیصل آباد نے خطاب کیا۔ نعتیہ کلام کراچی کے معروف ثناء خواں حافظ منیر احمد نے پیش کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ مقررین نے سامعین سے عہد لیا کہ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنی جانیں تک قربان کردیں گے لیکن طالع آزماؤں کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو سے کھیلنے نہیں دیں گے۔ کانفرنس میں اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا مفتی محمد زاہد نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس میں مولانا اظہار الحسن، مولانا محمد حسان، مولانا عبدالحکیم سمیت درجنوں علماء کرام نے شرکت کی۔ ☆☆

## مولانا قاری محمد اصغر عثمانی کی رحلت

جناب قاری محمد اصغر عثمانی ۱۷ نومبر ۲۰۱۹ء کو چیچہ وطنی میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ چیچہ وطنی کے قریبی چک کے رہائشی تھے، پھر چیچہ وطنی منتقل ہوگئے۔ آپ نے حفظ قرآن مجید جامعہ قاسم العلوم ملتان سے ۱۹۹۵ء میں کیا۔ حضرت قاری خلیل احمد آپ کے استاد تھے۔ آپ نہایت ہی مخلص اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے، دینی کام کرنے کا جذبہ مزاج میں موجزن تھا۔

ابتدا میں آپ کالعدم سپاہ صحابہ میں سرگرم عمل رہے، جب تشدد اس میں در آیا تو اس سے علیحدہ ہوگئے۔ اس سلسلہ میں گرفتاری وقید کے مراحل سے بھی گزرے۔ مدینہ مارکیٹ ریلوے روڈ کی مسجد میں امام رہے۔ کالعدم سپاہ صحابہ سے فراغت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوئے۔ سیکریٹری تبلیغ کے عہدہ پر فائز رہے، کچھ عرصہ ان کی مسجد میں مجلس کا دفتر بھی قائم رہا، جواں سال بھرپور متحرک انسان تھے۔ بیماری بہانہ بنی تو سفر آخرت کو سدھار گئے۔ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری کی امامت میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ چیچہ وطنی کے بڑے قبرستان میں سپرد رحمت باری تعالیٰ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

(حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ)

# حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد اعظم رحمۃ اللہ علیہ

## ضعف و علالت میں بھی اتباعِ سنت کا اہتمام رہا

مولانا سیّد عالم امتی

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض محبوب بندے جن پر فنائیت اور اخفاء حال کا غلبہ زندگی میں رہتا ہے ان کا جب اس دارِ فانی سے رخصت ہونے کا وقت آتا ہے تو اضطراری طور پر ان کے کچھ کمالات و مقامات کا ظہور ہو جاتا ہے جو دوسروں کے لئے مشعل راہ بن جاتا ہے، استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد اعظمؒ کے زمانۂ علالت میں بھی کچھ ایسے ہی حالات پیش آئے تھے جو تحریر کئے جاتے ہیں۔

۸ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بمطابق ۶ نومبر ۲۰۱۹ء بروز بدھ جب مرض الموت کا غلبہ ہوا اور علالت نے کافی شدت اختیار کر لی اور حضرت مفتی صاحبؒ گھر سے آغا خان ہسپتال منتقل کر دیئے گئے تو اس وقت بھی حضرت صاحبؒ کی ذات سراپا تقویٰ ہی رہی اور اس وقت بھی اتباع سنت کی چادر میں اپنے آپ کو ڈھانپے رکھا۔

آغا خان ہسپتال میں حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت کے لئے تخصص کے طلبا کے علاوہ حضرت کے قریبی متعلقین میں سے بھائی ارسلان، بھائی فیصل اور بھائی فیضان سرفہرست رہے۔

راقم الحروف کو بھی ان دنوں میں حضرت مفتی صاحبؒ کی رفاقت اور خدمت کا موقع ملا، سنن اور آداب کا اتنا اہتمام تھا کہ ایک دفعہ حضرت مفتی صاحبؒ کو پانی پلانے کے لئے سہارا دیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ پہلے میرا سر ڈھانکو، پھر میں پانی پیوں گا۔ اس کے علاوہ مفتی صاحبؒ اسی ضعف اور علالت کی حالت میں بھی مشتبہ چیزوں سے خود بھی بچتے اور اپنے خدام اور متعلقین کو بچنے کی تلقین فرماتے تھے، ایک دن اچانک وجد میں آ کر فرمانے لگے کہ دیکھو یہ جو ہسپتال کا کھانا آتا ہے، یہ صرف مریض کے لئے مباح ہوتا ہے کسی اور کے لئے کھانا درست نہیں، اس لئے آپ لوگ اس کھانے کو استعمال کرنے سے اجتناب کریں۔ ایک دفعہ ہسپتال میں غنودگی طاری تھی، عین اس وقت ایک صاحب وارڈ میں داخل ہوئے اور ان کے موبائل کی گھنٹی بجی جس میں میوزک (ساز) تھا تو حضرت مفتی صاحبؒ کی ایمانی قوت فوراً حرکت میں آئی اور فرمانے لگے: یہ کس کا موبائل ہے؟ بتاؤ! یہ میوزک (ساز) والی گھنٹی ہٹاؤ۔ اس قدر خوف خدا اور للّٰہیت حقیقی عشاق ہی کو حاصل ہو سکتی ہے، جب کبھی بھی کھانے یا پینے کی کوئی چیز پیش ہوتی تو بسم اللہ ضرور پڑھتے اور کوئی سلام کرتا تو پورا جواب دینے کے ساتھ ''ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کا بھی اہتمام فرماتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اللہ والوں کو اپنے آخری لمحات میں ان کے حقیقی مرجع اور ٹھکانے دکھا دیئے جاتے ہیں اور فرشتے ان سے مصافحہ کرتے ہیں، بالکل اسی طرح حضرت مفتی صاحبؒ بھی ہسپتال میں غنودگی کے وقت اکثر اپنے دونوں ہاتھوں کو آگے کی طرف ایسے بڑھاتے جیسے کسی سے مصافحہ فرما رہے ہوں اور ایک دن تو حضرت مفتی صاحبؒ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے اور زبان سے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' بھی ارشاد فرمایا پھر انگلی سے اشارہ فرمایا، کہ ابھی نہیں۔

استاذ محترمؒ نے اسی ضعف کی حالت میں بھی اپنی تسبیحات کو جاری رکھا، ایک دن عیادت کے لئے حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب مدظلہ ہسپتال تشریف لائے تو حضرت مہتمم صاحب فرمانے لگے کہ ماشاء اللہ! ابھی تو آپ کی طبیعت ٹھیک ہے، ان شاء اللہ! کل طلبا میں آپ کا بیان کروائیں گے۔ اپنے شیخ کی بات سننے کی دیر تھی کہ حضرت مفتی صاحبؒ کا اصرار بڑھنے لگا کہ مجھے حضرت شیخ نے فرمایا ہے کہ آپ نے طلبا میں بیان کرنا ہے، بالآخر مفتی صاحب کے اصرار اور معالجین کی اجازت سے اگلے دن مفتی صاحب آغا خان ہسپتال سے واپس گھر لائے گئے تو اس وقت صبح شام راقم الحروف اور ان کے دیگر تخصص کے احباب حضرت مفتی صاحبؒ کو ذکر کرواتے تھے اور حضرت مفتی

صاحب اس ناتواں حالت میں بھی اپنی زبان کے ساتھ ’’اللہ،اللہ‘‘ کہتے رہتے تھے۔

حضرت مفتی صاحبؒ مہمانانِ رسول کی زیارت کے لئے اصرار فرمارہے تھے،ایک دن عصر کے بعد طلبا کرام کے لئے ملاقات کا وقت رکھا گیا، اس وقت حضرت مفتی صاحبؒ کے چہرے پر جوخوشی کے اثرات اور مسکراہٹ تھی قلم اس کو لکھنے سے عاجز ہے،زبان اس کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔

آغا خان ہسپتال سے اپنی رہائش گاہ پر واپس آنے کے بعد استاذ محترمؒ اکثر غنودگی میں رہتے تھے، کبھی کبھار جب ہوش میں آتے تو چہرے پر مسکراہٹ آتی تھی۔

۱۵؍ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بمطابق ۱۳؍نومبر ۲۰۱۹ء بروز بدھ آپ مکمل غنودگی میں چلے گئے اور اگلے دو دن تک یہی کیفیت رہی، غشی کا یہ سلسلہ جس میں سانس کی آمدورفت بھی نہایت مشقت سے ہورہی تھی کئی روز مسلسل جاری رہا،لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفرآخرت پرروانہ ہونے کے لئے جمعہ کے مبارک دن کے منتظر تھے۔

۱۷؍ربیع الاول بروز جمعۃ المبارک صبح تقریباً نوبجے کے قریب حضرت مفتی صاحبؒ کی طبیعت کچھ زیادہ خراب ہونے لگی،اس وقت راقم الحروف کے ساتھ تخصص کے طالب علم رحمت اللہ بھی موجود تھے، جامعہ کے نائب ناظم تعلیمات حضرت مولانا مفتی سیّد حسین احمد صاحب پہلے کی طرح اس دن بھی وقفہ وقفہ سے تشریف لاتے رہے اور حضرت مفتی صاحب کی خیریت معلوم کرتے رہے۔تقریباً دس بجے راقم حضرت مفتی صاحبؒ کے پاس بیٹھا ذکر میں مصروف تھا اور بھائی رحمت اللہ دوسری طرف تلاوت قرآن میں مصروف تھے اور مفتی صاحب کے پاؤں کی جانب صوفے پر حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب تشریف فرماتھے،عین اس موقع پر حضرت مفتی صاحبؒ کی والدہ ماجدہ حجاب میں تشریف لائیں، راقم الحروف وہاں سے اٹھ کر حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔حضرت مفتی صاحب چونکہ دودنوں سے غنودگی میں تھے،اس لئے اپنے سر اور آنکھوں کو حرکت نہیں دے پارہے تھے، جب حضرت مفتی صاحبؒ کی والدہ ماجدہ اپنے لخت جگر کو پیار کرنے لگیں اور ان کے رخسار پر ہاتھ پھیرنے لگیں تو اس وقت حضرت مفتی صاحب نے اپنی آنکھوں کو حرکت دے کر اپنی والدہ کی طرف پھیردیں اور والدہ ماجدہ کی آخری زیارت کی۔اس کے ساتھ ہی حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی لرزتی زبان کے ساتھ اللہ،اللہ کا ورد بھی شروع کیا اور تقریباً تین مرتبہ اللہ،اللہ کہہ کر اس دارفانی کو خیرباد کہہ کر اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

الٰہی جب ہوں رخصت میں جہاں سے
تیرا ہی نام ہو جاری زباں سے

تجہیز وتکفین:

استاذ محترمؒ کے اس دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد تجہیز وتکفین کے لئے مشورہ کیا گیا تو حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب سے درخواست کرنے پر حضرت نے تجہیز وتکفین کی تمام ذمہ داری ہم خدام ہی کے سپرد کی،یہ ہمارے لئے بہت بڑی سعادت تھی، کیونکہ ایک مرتبہ پھر ایسی شخصیت کی خدمت کا موقع ملا جس کے متعلق حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب نے فرمایا کہ آج میں اپنی مغفرت کے لئے حضرت مفتی صاحبؒ کا جنازہ پڑھ رہا ہوں، سبحان اللہ!!

حضرت مفتی صاحبؒ کے غسل میں ہم خدام کے علاوہ حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب، حضرت مولانا سہیل علی صاحب، حضرت مولانا احسان اللہ صاحب، حضرت مولانا محمد اللہ صاحب اور استاذ محترمؒ کے بھائی محمد اسد صاحب، جناب محمد اعجاز صاحب و دیگر بھی شریک رہے۔

آخری دیدار کے لئے ہزاروں عاشقان کی قطاریں لگی تھیں اور عصر کی نماز کے بعد حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب مدظلہ کی اقتدا میں ہزاروں کی تعداد میں عوام الناس کے علاوہ سینکڑوں اولیاء اللہ اور مشائخ نے حضرت مفتی صاحبؒ کے جنازے میں شرکت کی۔مغرب سے پہلے جمعہ کی ان آخری مبارک ساعات میں حضرت مفتی صاحبؒ کو سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت مفتی صاحب کو قبر میں اتارنے کی سعادت حضرت مولانا ابراہیم صاحب (نائب مہتمم جامعہ اشرف المدارس) اور حضرت مفتی صاحب کے چھوٹے بھائی محمد اسد کو حاصل ہوئی اور یوں جمعہ کے مبارک دن کے سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ساتھ گلشن اختر کا یہ چمکتا دمکتا آفتاب بھی غروب ہوگیا۔اللہ پاک حضرت مفتی صاحبؒ کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین۔

☆☆..........☆☆

شہید ناموس رسالت

# حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ

## مختصر سوانح حیات، علمی وتدریسی اور صحافتی خدمات

قسط:۲

مولانا سیّد محمد زین العابدین

### روزنامہ جنگ سے تعلق:

ہر ایک کو معلوم ہے کہ روزنامہ جنگ میں ایک عرصہ تک حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا فقہی کالم ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ ہر جمعہ کے اسلامی صفحہ میں شائع ہوتا تھا، جس کی سرکولیشن پورے ملک کے ساتھ ساتھ بعض بیرون ممالک میں بھی ہوتی تھی، حضرت لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد ۲۰۰۴ء تک مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ یہ کالم لکھتے رہے، مفتی صاحبؒ کی شہادت کے بعد مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے اصرار اور مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے حکم پر مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی، اور تاشہادت لوگوں کے مسائل کا فقہی حل روزنامہ جنگ میں تحریر فرماتے رہے، بحمداللہ! یہ تمام مسائل یکجا ہوکر کتابی شکل میں شائع ہوچکے ہیں۔ ان فقہی مسائل کے علاوہ بعض اہم اور ضروری موضوعات پر حضرت مولانا جلال پوری شہیدؒ کے مختلف مضامین روزنامہ جنگ کے ادارتی صفحہ میں بھی شائع ہوئے، اور چند مضامین تو بڑے مقبول ہوئے، جو آپ کی کتاب حدیث دل میں موجود ہیں۔

### دینی مدارس کے سرپرست:

مولانا جلال پوری شہیدؒ کو بہت سی صفات و عادات اپنے شیخ سے علمی وروحانی میراث کے طور پر ملی تھیں، حضرت لدھیانویؒ کی ایک عادت یہ تھی کہ ضرورت مند لوگوں اور دینی اداروں کی مالی مدد کیا کرتے تھے، کئی مدارس کی سرپرستی فرمایا کرتے تھے، مولانا جلال پوریؒ بھی انہی اچھی خوبیوں سے سرفراز تھے، وہ بھی دل کھول کر ضرورت مندوں کی مدد کیا کرتے، کئی مدارس کے مہتمم تھے جن میں مدرسہ امام ابو یوسف شادمان ٹاؤن، مدرسہ حفصہ للبنات ملیر، مدرسہ قرآن کریم یوسفیہ شانتی نگر کراچی شامل ہیں۔ اسی طرح کئی مدارس کی شوریٰ کے رکن تھے، جن میں جامعہ مدنیہ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور، جامعہ فاروقیہ شجاع آباد ملتان، جامعہ حسینیہ علی پور ضلع مظفر گڑھ اور جامعہ حنفیہ قادریہ صادق آباد روڈ ملتان شامل ہیں۔ اسی طرح اقرأ روضۃ الاطفال کو بھی اپنا ہی ادارہ سمجھتے، اس ادارہ کی بھی سرپرستی کرتے، ان کے پروگراموں میں شریک ہوتے۔

### بانی ومہتمم مدرسہ امام ابو یوسف:

ویسے تو ان تمام ہی مدارس کے آپ سرپرست تھے، لیکن مدرسہ امام ابو یوسف شادمان ٹاؤن، نارتھ کراچی کے معاملات میں آپ خصوصی دلچسپی لیتے تھے، اس مدرسہ کی بنیاد آپ کے شیخ ومربی حکیم العصر، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے حکم سے رکھی گئی تھی اور آپ کو اس مدرسہ کا مہتمم اور مسجد کا خطیب مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ تادم آخر آپ نے جامع مسجد باب الرحمت شادمان ٹاؤن کے منبر ومحراب کو زینت بخشی اور مدرسہ امام ابو یوسف شادمان ٹاؤن کے انتظام وانصرام کی سرپرستی فرماتے رہے۔

راقم الحروف کی درسِ نظامی کی تعلیمی ابتدا بھی اسی مدرسہ سے ہوئی، حضرت مولانا محمد اشفاق مدظلہ (فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۱۹۹۴ء)، مولانا منور حسین صاحب مدظلہ، مولانا سید محمد عرفان رفیق صاحب مدظلہ، مولانا محمد طیب امین صاحب مدظلہ، مولانا عبد القیوم صاحب مدظلہ اور مولانا مفتاح الدین صاحب مدظلہ یہ تمام حضرات راقم کے اساتذہ ہیں اور مدرسہ کی ترویج واشاعت میں حضرت جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ ان حضرات کی کاوشوں اور محنتوں کو بھی دخل ہے، حضرت جلال پوری شہیدؒ نے ان تمام اساتذہ کی تقرری خود ہی فرمائی تھی، استاذِ محترم مولانا محمد اشفاق صاحب کو

مدرسہ کا ناظم مقرر فرمایا اور مولانا منور حسین صاحب کو مسجد کا امام اور درجہ حفظ و ناظرہ کا نگران مقرر فرمایا، بندہ نے مدرسہ امام ابو یوسف میں درجہ متوسطہ، اُولیٰ اور ثانیہ تین درجات کی تعلیم حاصل کی، چونکہ حضرت جلال پوری شہیدؒ مدرسہ کے مہتمم تھے، تو مذکورہ اساتذہ کرام کے علاوہ حضرتؒ سے بھی ایک عقیدت تھی، راقم الحروف اور ہمارے ایک ساتھی مولوی محمد فہیم اس مدرسہ کے درسِ نظامی کے پہلے دو طلبہ ہیں، اُس وقت تک مدرسہ درجہ ثانیہ تک تھا، چنانچہ درجہ ثانیہ تک ہم دونوں یہاں پڑھتے رہے، اور الحمدللہ! وفاق میں امتیازی نمبروں سے کامیاب ہوئے، اور مدرسہ سے انعام وصول کیا۔

جب سال شروع ہوتا تو حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ بذاتِ خود مدرسہ تشریف لاتے اور اسباق اساتذہ کے درمیان تقسیم فرماتے، پھر مہینہ میں ایک بار پھر تشریف لاتے اور ایک بیان بھی فرماتے اور مدرسہ کے منتظمین مولانا محمد اشفاق صاحب مدظلہ وغیرہ حضرات سے مدرسہ کے معاملات کے بارے میں استفسار فرماتے اور ان حضرات کو عمدہ مشوروں سے نوازتے۔ مدرسہ کے مالی اور دیگر مسائل حل فرماتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بے پناہ استعداد اور صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں، وہ علوم وفنون میں بھی اچھی استعداد کے حامل تھے۔ مدرسہ کے سہ ماہی، ششماہی یا سالانہ امتحان میں بذاتِ خود تشریف لاتے اور درجہ کتب کے طلبہ کا امتحان لیتے، چنانچہ کسی بھی درجہ کی کوئی ایک کتاب حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ اور اساتذہ کرام طے فرمالیتے اور اس کتاب کا امتحان حضرتؒ خود لیتے، چنانچہ ہمارے اولیٰ کے سال میں نحو کا امتحان طے ہوا، سہ ماہی تک مولانا مشتاق احمد چرتھاولی رحمۃ اللہ علیہ کی علم النحو پڑھائی جاتی تھی، ششماہی میں نحو میر، اور سالانہ تک شرح مأۃ عامل، اُس وقت نحو کا فن استاد محترم حضرت مولانا عبد القیوم صاحب مدظلہ پڑھایا کرتے تھے۔ جو ایک عرصہ تک مدرسہ میں پڑھاتے رہے پھر چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر مدرسہ کو چھوڑ دیا اور کسی اور جگہ خدمات انجام دینے لگے۔ چنانچہ راقم کو یاد ہے کہ جس دن تقریری امتحان لینے کے لئے حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے تھے تو راقم اور مولوی فہیم سخت پریشان تھے۔ پریشانی کی وجہ تقریری امتحان تو تھا ہی کہ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ امتحان لینے آرہے تھے۔ اس کے علاوہ ہمیں "لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ" کی ترکیب نہیں آرہی تھی، چنانچہ صبح صبح حضرت الاستاذ مولانا عبد القیوم صاحب نے ہمیں اس جملہ کی ترکیب کروائی، ہم تیاری کر رہے تھے اور حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کا انتظار بھی! چنانچہ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے، راقم کا دل دھک دھک کر رہا تھا لیکن حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کا نورانی چہرہ دیکھتے ہی ساری گھبراہٹ دور ہوگئی۔ البتہ مولوی محمد فہیم کچھ گھبرا رہے تھے، چنانچہ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے انتہائی مشفقانہ انداز میں فرمایا "میاں نہ میں مارتا ہوں اور نہ ڈراتا ہوں" ان سے پہلا سوال غالباً متمکن اور غیر متمکن کے بارے میں حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا، پھر راقم سے سوال کیا اور کئی سوالات کئے، جب نتیجہ آیا تو حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ نے راقم کو ۱۰۰ میں ۱۰۰ نمبر دیئے تھے۔ اور مولوی محمد فہیم کو ۸۵، اُن کی دوسری پوزیشن تھی۔ بحمد اللہ! مجھے پہلی پوزیشن حاصل ہوئی، ان نمبرات کی تفصیل آج بھی مدرسہ کے ریکارڈ میں محفوظ ہوگی۔ یہ ۲۰۰۳-۲۰۰۴ کی بات ہوگی، اُس وقت مدرسہ میں درسِ نظامی کی تعلیم درجہ ثانیہ تک ہی تھی، اچھی طرح یاد ہے کہ انہی دنوں ناظم مدرسہ استاذِ محترم مولانا محمد اشفاق جلال پوری صاحب نے اعلان فرمایا کہ وفاقی درجات میں امتحان سالانہ میں جو طلبہ ممتاز نمبرات کے حامل ہوں گے، ان کو ایک ہزار روپے انعام دیا جائے گا، بحمد اللہ! درجہ متوسطہ اور ثانیہ دونوں سالوں میں ممتاز نمبرات لے کر حضرت مولانا سے انعام وصول کیا۔ ان نمبرات کی تفصیل آج بھی دفتر اہتمام میں نتائج کے رجسٹر میں موجود ہوگی۔

اس کے بعد راقم نے تو اساتذہ اور حضرت جلال پوری شہید کے مشورہ سے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کی شاخ مدرسہ خلفائے راشدین، پرانا گولیمار میں درجہ ثالثہ میں داخلہ لے لیا تھا، جب کہ مولوی محمد فہیم صاحب اساتذہ کے مشورہ سے مدرسہ معہد العلوم نارتھ ناظم آباد تشریف لے گئے اور وہیں پڑھتے رہے۔

یہ تھے ہمارے حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اتنا مصروف ہونے کے باوجود بھی مدرسہ کے لئے وقت نکالتے تھے، اگرچہ وہ یہ تمام کام دیگر حضرات کے حوالے کر سکتے تھے اور وہ احسن طریقے سے چلا سکتے تھے اور الحمدللہ آج بھی چلا رہے ہیں، اللہ نے چاہا تو آئندہ بھی چلاتے رہیں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مدد فرمائیں۔ مگر ان ساری باتوں کے باوجود حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ حضرت شہید اسلام رحمۃ اللہ علیہ کی رکھی ہوئی بنیاد یہاں کھینچ کر لے آتی تھی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے

بعد ادارہ کی سرپرستی حضرت مولانا مفتی خالد محمود اور حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ فرما رہے ہیں، جب کہ حضرتؒ کے بھتیجے اور خلیفہ مجاز اور ہمارے استاد محترم حضرت مولانا محمد اشفاق صاحب مدظلہم بدستور ناظم ہیں، اور عمدگی سے انتظام و انصرام سنبھالے ہوئے ہیں، مولانا منور حسین صاحب مدظلہم بھی مدرسہ کی خدمات میں لگے ہوئے ہیں، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد ان حضرات کو مشکلات بھی پیش آئیں، مگر ہر اعتبار سے یہ حضرات ثابت قدم رہے، اللہ مزید استقامت عطا فرمائے اور ان حضرات کا سایہ تادیر ہمارے اوپر قائم ودائم رکھے۔ آمین!

درجہ رابعہ میں میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں مدرسہ خلفائے راشدین پرانا گولیمار کراچی شاخ جامعہ سے تبادلہ کی کوشش کر رہا تھا تو اس میں کچھ مشکلات تھیں، چنانچہ راقم حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دفتر ختم نبوت پرانی نمائش کراچی میں حاضر ہوا ۔حضرت کو درخواست دکھائی اور سفارش کرنے کے لئے عرض کیا، چنانچہ انہوں نے کمالِ شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے درج ذیل عبارت تحریر فرمائی:

”حامل ہذا ہمارے مدرسہ امام ابو یوسف شاد مان ٹاؤن سے بنوری ٹاؤن کی شاخ پرانا گولیمار میں منتقل ہوئے، چونکہ یہ غیر رہائشی ہیں اور ان کے گھر سے پرانا گولیمار تک سواری کی تکلیف ہے، میں سفارش کرتا ہوں کہ مرکز میں ان کا تعلیمی تبادلہ فرمادیا جائے۔“

سعید احمد جلال پوری

۱۰/۱۱/۲۷ھ

اس سفارش کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ہمارے استاد محترم حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہیدؒ اور مولانا سید سلیمان بنوری صاحب دامت برکاتہم نے راقم کی درخواست پر دستخط ثبت فرما کر تبادلہ کے احکامات جاری فرمادیے۔ اس کے بعد وقفہ وقفہ سے حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ہوتی، جمعہ کو حضرت باب رحمت مسجد شادمان تشریف لاتے تو نماز کے بعد دفتر اہتمام میں کچھ دیر مریدین کے ساتھ تشریف رکھتے، بندہ بھی حاضر خدمت ہوتا اور دعائیں لیتا، رخصتی کی راہ لیتا، حضرتؒ بھی شفقت فرماتے تھے اور اکثر پوچھتے ”کیوں میاں کہاں تک پہنچے؟“ کبھی فرماتے: ”یہ ہمارے مدرسہ کا مولوی ہے“ راقم بھی عرض کرتا کہ حضرت فلاں درجہ تک پہنچ گیا ہوں، آخری مرتبہ درجہ سابعہ کے سہ ماہی امتحان کے بعد حضرتؒ سے ملاقات ہوئی تو حسب سابق انہوں نے پوچھا تو راقم نے عرض کیا کہ حضرت درجہ سابعہ تک پہنچ گیا ہوں، خوش ہوئے اور فرمایا کہ ”یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مدرسہ امام ابو یوسف کے پہلے ایک طالب علم کو درجہ سابعہ تک پہنچادیا پھر راقم کو فرمایا میاں تو مولوی بن گیا تو مولوی بن گیا“ مجھے بہت اچھا لگا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت سے تین جمعہ قبل بھی حضرتؒ سے ایک ملاقات ہوئی، میں جمعہ کو حاضر خدمت ہوا۔ بیان سنا بعد از نماز حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا دعائیں لیں اور چلا آیا، پھر ایک دو دن بعد مدرسہ میں ختم نبوت کانفرنس تھی، اس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی، کانفرنس میں حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ، حضرت مولانا مفتی سیّد نجم الحسن صاحب امروہوی مدظلہ تشریف فرما تھے، ان حضرات کے بیانات ہوئے، آخر میں حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان افروز دعا فرمائی، یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی

## قادیانیت اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہی ہے: علماء کرام

لاہور (مولانا عبدالنعیم) فتنہ قادیانیت کے تعاقب کے ساتھ ان کے سہولت کاروں کا بھی تعاقب جاری رکھیں گے۔ قادیانیوں کے لئے سہولت کاری کا کردار ادا کرنے والے ملکی آئین سے بغاوت کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ دنیا بھر میں دم توڑتی قادیانیت اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اس کو جلد اپنے انجام تک پہنچانے کے لئے ہر مسلمان کو قادیانیوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کرنا ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ لاہور مولانا عبدالنعیم، پیر رضوان نفیس، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا جمیل الرحمٰن نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں سے زیادہ ان کے سہولت کار خطرناک ہیں۔ سہولت کار یاد رکھیں! کہ قادیانی جب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار نہیں تو تمہارے بھی کبھی وفادار نہیں ہو سکتے۔ قادیانیوں کے دفاع میں پیش پیش سہولت کار ملکی آئین کی شدید خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ عشاقِ ختم نبوت کی تسلسل کے ساتھ فتنہ قادیانیت کے خلاف محنت سے دنیا بھر میں قادیانیوں کی صفوں سے نکل کر کئی خوش نصیب اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔

زندگی کا آخری جمعہ تھا عصر کی نماز کے لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد بنوری ٹاؤن تشریف لائے، چونکہ ہر جمعہ بعد عصر جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کی دورۂ حدیث کی درس گاہ میں حضرتؒ کا ذکر کا حلقہ ہوا کرتا تھا، اس لئے آپ ہر جمعہ کی عصر کی نماز جامع مسجد بنوری ٹاؤن میں پڑھا کرتے تھے، چنانچہ عصر کی جماعت کھڑی ہونے سے پانچ منٹ پہلے تیزی سے آپ مسجد میں داخل ہوئے، جب کہ دوسری طرف سے استاذِ محترم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ بھی تشریف لائے، دونوں حضرات نے آگے پیچھے سنتوں کی نیت باندھ لی، حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت ڈاکٹر صاحب کو اگلی صف میں دیکھا تو ان کی پچھلی صف میں نیت باندھ لی، دونوں حضرات نے سنتیں پڑھیں، جماعت کھڑی ہوگئی، جماعت کے بعد دونوں حضرات نے ایک دوسرے سے ملاقات کی، بیٹھے بیٹھے ہی معانقہ ہوا، حضرت جلال پوری شہیدؒ کو دیکھتے ہی حضرت ڈاکٹر صاحب کا چہرہ کھل اٹھا اور بہت ہی خوش دلی سے انہوں نے بیٹھے بیٹھے ہی حضرت جلال پوریؒ سے ملاقات کی، کچھ گفتگو ہوئی، میں دونوں حضرات کی زیارت کرتا رہا، پھر حضرت ڈاکٹر صاحب نکاح پڑھانے کے لئے منبر کے قریب آ گئے اور حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ دورۂ حدیث کی درس گاہ کی طرف چل دیے، میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا، مسجد کی حدود تک میں حضرت کے ساتھ ساتھ تھا، پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ آگے تشریف لے گئے، بندہ وہیں کھڑا رہ گیا، چونکہ میرا چوبیس گھنٹے کا نفلی اعتکاف تھا، وہ میرا درجہ سابعہ کا سال تھا، اُس وقت حضرت الاستاذ مولانا امداداللہ صاحب مدظلہٗ کے حکم سے درجہ سابعہ کے طلبہ کے لئے باریوں کے اعتبار سے ہر جمعرات کی مغرب سے جمعہ کی مغرب تک جامع مسجد بنوری ٹاؤن میں نفلی اعتکاف کی ترتیب ہوا کرتی تھی، چونکہ میرے حصہ میں وہی جمعہ آیا تھا جو حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی دنیوی زندگی کا آخری جمعہ تھا، چنانچہ یہ میرے لئے حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی آخری زیارت تھی، اس کے چھ دن بعد ہی حضرت جلال پوریؒ سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے چھوڑے ہوئے کاموں کو ان کے جانشین وخلفا کے ذریعہ پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ آمین!

(جاری ہے)

## عقیدہ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت اتحاد امت کے لئے نقطۂ وحدت ہے: علماء کرام

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشرواشاعت مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا قاری عبدالعزیز، قاری محمد اقبال نے لاہور کی مختلف مساجد میں اجتماعات جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید کی ناموس کی حفاظت ہر مسلمان پر لازم ہے اور ختم نبوت پر کامل یقین ہی کامل ایمان کی نشانی ہے، اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آپ کی نبوت ورسالت کا دور قیامت تک باقی رہے گا۔ عقیدہ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت اتحاد امت کے لئے نقطۂ وحدت ہے، قادیانی صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے لئے خطرہ ہیں۔ فتنۂ قادیانیت سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ نگرنگر، قریہ قریہ ختم نبوت کے پیغام کو عام کیا جائے اور قادیانیوں کی مکاری اور دجل وفریب سے روشناس کرایا جائے۔ فتنۂ قادیانیت برطانیہ کی پیداوار ہے اور سوچے سمجھے منصوبے کے تحت سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کے ساتھ کھیلا جارہا ہے۔ آج اسلام وملک دشمن قوتیں پوری قوت کے ساتھ امت مسلمہ کے دلوں سے حب رسول اور حب قرآن کو ختم کرنے کے لئے کوشاں ہیں لیکن وہ اپنے ناپاک عزائم میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ دشمن لاکھ جتن کرلے، عاشقان رسول ہر سازش ناکام بنادیں گے۔ علماء کرام نے کہا کہ ناروے میں مقدس اوراق شہید کرنے کی سازش بدترین دہشت گردی ہے، ناروے حکومت اپنے انتہا پسند شہری کو اس قسم کی شرپسندی کرنے کی اجازت کس طرح دے سکتی ہے۔ انسانوں کے مذہبی عقائد پر شب خون مارنا انہیں قتل کرنے سے بڑا سانحہ بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔ ناروے حکومت اس ملعون سمیت حواریوں کو نشان عبرت بنائے۔ پاکستان کی طرح تمام اسلامی ملک ناروے کے سفیروں کو طلب کرکے شدید احتجاج کریں اور اگر ناروے آئندہ اس قسم کے واقعات کی روک تھام نہیں کرتا تو اسلامی ملک اس کے سفیروں کو ملک بدر اور معاشی بائیکاٹ کردیں۔ اگر مغرب مہذب ہوتا تو وہاں بار بار اسلام اور اہل اسلام کے جذبات واحساسات پر حملے نہ ہوتے۔

# 9ویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس، لاہور

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راوی روڈ لاہور کے زیر اہتمام 9ویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس رحمت فلور ملز قصور پورہ لاہور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لاہور کے امیر، رکن مرکزی مجلس شوریٰ، یادگار اسلاف شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، مرکزی جمعیۃ اہلحدیث کے مرکزی رہنما انجینئر علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، سرپرست مجلس لاہور مولانا مفتی نعیم الدین، مرکزی ناظم نشرواشاعت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، ناظم تبلیغ مولانا عبدالعزیز، مولانا جمیل الرحمٰن اختر، معروف ثنا خوانان مصطفیٰ مولانا محمد قاسم گجر، حامد بلوچ، قاری مومن شاہ، مسلم بلوچ، امیر یونٹ راوی روڈ حکیم ارشاد حسین، عبدالولی، رانا محمد قیصر، ملک محمد یونس، کاشان مرزا، مولانا عبدالحفیظ، مولانا محمد صدیق طارق، مسلم بلوچ، قاری محمد حنیف، قاری محمد صدیق توحیدی اور متعدد دیگر راہنماؤں اور ممتاز شخصیات نے شرکت و خطاب کیا۔ کانفرنس کی مختلف نشستوں سے مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سکھوں کی سہولت کے لئے کرتارپور راہداری کھولنے کی آڑ میں قادیانیوں کو نوازنے کی بھرپور مزاحمت کریں گے۔ قادیانیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے اور ان کے داخلہ روکنے کے لئے موثر اقدامات کیے جائیں، قانون ناموس رسالت میں قدغن لگانے کی کوشش کی گئی تو اس کے نتائج بھیانک ہوسکتے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تمام مکاتب فکر ایک پیج پر جمع ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر کسی صورت آنچ نہیں آنے دیں گے۔ قادیانی اپنی آئینی حیثیت تسلیم کرلیں، ان کو گلے لگانے کو تیار ہیں۔ حکومت کی جانب سے امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد نہ کرانا قادیانیوں کے ساتھ دوستی کے مترادف ہے، مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم افسوسناک ہیں، پاکستان کی سالمیت اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے، دشمن کی ناپاک چالوں سے مسلمان اچھی طرح نمٹنا جانتے ہیں۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پر اپنی جانیں قربان کردیں گے۔ فتنۂ قادیانیت کو عالمی استعمار کی مکمل حمایت حاصل رہی ہے، اسی لئے مرزا قادیانی نے خود کہا کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ اس شجرہ خبیثہ کو کاشت بھی انہوں نے کیا، آبیاری انہوں نے کی اور آج پوری دنیا میں ان قادیانیوں کو تحفظ بھی یہی فراہم کررہے ہیں۔ فتنۂ قادیانیت ہر اعتبار سے امت مسلمہ پر حملہ آور ہے۔ ہمارے اکابرو اسلاف نے ہمیشہ امت کی راہنمائی کی۔ آج بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امت مسلمہ ہمہ وقت تیار ہے۔ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث کے مرکزی رہنما انجینئر ابتسام الٰہی ظہیر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کرتارپور راہداری سے قادیانیوں کو سہولت دینے کی سخت مزاحمت کریں گے۔ قانون ناموس رسالت پر قدغن لگانے والے دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد ہوں گے۔ قوانین ختم نبوت، قانون توہین رسالت کے خلاف قادیانی سازشیں استعماری ایجنڈا ہے۔ قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دلوانا مجاہدین ختم نبوت اور اراکین پارلیمنٹ کا تاریخی کارنامہ ہے۔ مولانا مفتی نعیم الدین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صیہونی و سامراجی قوتیں قادیانیوں کو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرنے میں کوشاں ہیں جو بالخصوص قانون ناموس رسالت میں ترمیم یا خاتمہ، ملک عزیز کو عدم استحکام سے دوچار کرنا اور فرقہ واریت کو ہوا دینے جیسے کاموں میں آگے ہیں، ہم ان کی کسی بھی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ فتنۂ قادیانیت کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ فیصلہ پارلیمنٹ کا جمہوری فیصلہ تھا۔ آج پوری دنیا میں جمہوریت کا فیصلہ حجت قرار دیا جاتا ہے تو پھر پاکستانی پارلیمنٹ کی جمہوریت کا فیصلہ حجت کیوں نہیں؟ دراصل ان کو مغرب کی پشت پناہی حاصل ہے اور پوری دنیا میں ان کو مظلوم ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ قوم ناموس رسالت اور تحفظ ختم

نبوت کے سلسلہ میں اپنا مال، جان اور عزت وآبرو قربان کردے گی لیکن ان مسائل پر کبھی سمجھوتہ نہیں کرے گی۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تمام جماعتیں متحد ہیں کوئی سیاسی قوت ختم نبوت جیسے قوانین ختم نہیں کرسکتی۔ حامد بلوچ نے کہا کہ ختم نبوت کا دفاع ہمارا ایمان ہے، قادیانیت دجل و فریب کا نام ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر کسی صورت آنچ نہیں آنے دی جائے گی بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کردیں گے۔ قاری جمیل الرحمٰن اختر نے کہا کہ عقیدہ تحفظ ختم نبوت کا تحفظ صرف ایمان کی اساس ہی نہیں بلکہ امت مسلمہ کی زندگی وموت کا مسئلہ بھی ہے حکومت آئین کی اسلامی دفعات کو ہر کچھ عرصے کے بعد چھیڑنے کا عمل بد مستقل بنیادوں پر ترک کردے۔ مولانا صدیق طارق نے کہا کہ قادیانی بیوروکریٹس ملک کے اسلامی ونظریاتی تشخص کو ختم کرکے سیکولر اسٹیٹ بنانے کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں، قانون تحفظ ناموس رسالت ختم کرنے کی سازشیں کی جاری ہیں۔ محمد مسلم بلوچ نے کہا کہ ختم نبوت پر ایمان کے بغیر کوئی عبادت بھی بارگاہ ایزدی میں درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی۔ قاری مومن شاہ نے کہا کہ قادیانی دجل وفریب کے ذریعے ختم نبوت کے معانی ومطالب میں تحریف وتکذیب کرکے نوخیز نسل کو گمراہ کر رہے ہیں، پارلیمنٹ میں متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قوانین ختم نبوت کا تحفظ کرتے رہیں گے۔ مقررین نے کہا کہ ناروے میں قرآن پاک کی بے حرمتی کے واقعے کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ حکومت پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک کے حکمران ایسے واقعات روکنے کے لئے پوری دنیا میں بھرپور تحریک چلائیں اور ایسے واقعات میں ملوث افراد کو نشان عبرت بھی بنائیں۔ اسلام امن پسند مذہب ہے، مگر بدقسمتی سے اسلام فوبیا کے شکار لوگ دنیا کا امن تباہ کرنے کے مشن کے تحت مسلمانوں کو اشتعال دلانے کی کوشش کر رہے ہیں، جو کسی بھی صورت دنیا کے مفاد میں نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ناروے کی حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ آزادی اظہار رائے کے نام پر ایسی شرمناک حرکتوں میں ملوث لوگوں کے خلاف سخت کارروائی کے لئے قانون سازی سمیت دیگر اقدامات بھی بروئے کار لائے۔

## دوروزہ تحفظ ختم نبوت کورس، لاہور

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام دوروزہ تحفظ ختم نبوت کورس جامع مسجد الریاض اسلامیہ پارک لاہور میں منعقد ہوا۔ کورس میں مختلف عنوانات پر مبلغین ختم نبوت نے لیکچرز دیئے، بعدازاں کورس کی اختتامی تقریب مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تقریب میں مجلس کے مرکزی ناظم نشر واشاعت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، جنرل سیکرٹری ضلع لاہور مولانا علیم الدین شاکر، مبلغ ختم نبوت ضلع لاہور مولانا عبدالنعیم، ناظم تبلیغ مولانا عبدالعزیز، خطیب جامع مسجد مفتی محمد عقیل، امام قاری محمد عبداللہ، بھائی ابراہیم ودیگر علماء اور عوام نے شرکت کی۔ اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت ہر مسلمان پر فرض ہے، ہم عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے، اس وقت قادیانیوں کی سرگرمیاں عروج پر ہیں، نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کئے جارہے ہیں۔ مولانا علیم الدین شاکر نے کہا کہ علمائے کرام نوجوانوں کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فتنۂ قادیانیت کے حوالے سے آگاہ کریں، قادیانی مختلف روپ میں نوجوان نسل کو گمراہ کرنے میں مصروف عمل ہیں، پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کی کوششوں سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور 1973ء کے آئین میں غیر مسلم اقلیت کا بل منظور کرکے آئینی طور پر ان کا سدباب کیا گیا، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر دور میں علماء کرام نے متحد ہوکر اس کا دفاع کیا، ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کو کنٹرول کرے۔ مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم نے اپنے خطاب میں کہا کہ یواین او کو آسمانی کتابوں اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ناموس کی حفاظت کے لئے عالمگیر قانون سازی کرنا ہوگی۔ اظہار رائے کی آزادی کے نام پر نفرت پھیلائی جارہی ہے۔ مسلمان ممالک کے اتحاد کے بغیر اس لہر کے سامنے بند باندھنا ممکن نہیں ہوگا۔ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ کرنے والے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے نگہبان اور چوکیدار ہیں، قادیانی آئین کو نہ مان کر کھلم کھلا آئین سے انحراف کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ مولانا عبدالعزیز نے کہا کہ امت کے تمام طبقات کی محنت کے نتیجے میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ قادیانیوں سے متعلق قوانین ختم کرنے کی کسی بھی کوشش کو برداشت نہیں کریں گے۔ حاضرین میں تحفظ ختم نبوت کے بارے میں معلوماتی لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔ تقریب کا اختتام پیر میاں محمد رضوان نفیس کی دعا پر ہوا۔

# نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

## تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۲۴

**ارمان:**

پھر بعض کو یہ ارمان ہوتا ہے کہ اگر ۱۹۵۰ء میں ہی ان کو ختم کردیا جاتا اور خلاف قانون قرار دیا جاتا تو بہت آسان تھا۔ اس وقت تحریک بھی کمزور تھی اور احرار کی وفاداری آزمائشی دور میں تھی۔

معزز عدالت! ایک مسلمان کے لئے یہ خوشی کا مقام ہوسکتا ہے کہ عامۃ المسلمین ایک گمراہ فرقہ کی گمراہی سے واقف ہوگئے اور وہ اپنے بچاؤ کے لئے حکومت کو متوجہ کررہے ہیں۔ پھر وہ اس سلسلہ میں حکومت کو بھی مناسب مشورہ دیتے۔ لیکن یہاں تحریک کی ترقی پر اظہار پریشانی ہے۔ حالانکہ ان الفاظ میں تحریک سے مراد قادیانیوں کے خلاف تحریک ہے نہ کہ موجودہ ہنگامے، موجودہ ہنگامے تو غیر متوقع طور پر حکام کے غلط رویہ کا لازمی نتیجہ ہیں۔

اسی طرح کسی فعال اور مخلص جماعت کا جس کے لاکھوں ہم خیال ہوں۔ دور آزمائش سے کامیابی سے نکل آنا اور پاکستان کا صحیح وفادار خواہ ثابت ہونا قابل ہزار مسرت ہے۔ مگر یہاں اس پر افسوس کیا جاتا ہے کہ اس جماعت کا اس شک وشبہ کے آزمائشی دور ہی میں ختم کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ اس وقت یہ کام آسان تھا۔ کاش کہ ہمارے اعلیٰ افسر ذرا بلند آگاہی سے دیکھتے اور پرانی تلخیوں سے نیز صرف مرزائیوں کی مخالفت کو دیکھ کر رائے قائم کرنے سے اجتناب کرتے۔

معزز عدالت! مجھے پھر یہ عرض کرنا ہے کہ لاہور وغیرہ کے پیش آمدہ حالات بالکل عمال حکومت کے خود پیدا کردہ تھے۔ ورنہ میانوالی، راولپنڈی اور ضلع کیمبل پور کے علاوہ کراچی میں کیوں ایسے حالات پیش نہ آئے؟ جب کہ وہاں جتھے رمضان شریف تک یعنی مسلسل تین ماہ تک روزانہ گرفتار ہوتے رہے۔ یہ محض اس لئے کہ وہاں گرفتار کرلینے کے سوا کوئی دوسرا اقدام حکام نے نہیں کیا۔ جس سے عوام مشتعل ہوں اور عوام اور حکومت کی جنگ جیسی شکل پیدا ہوجائے۔ مجلس عمل کے ارکان نہ وہاں موجود تھے نہ لاہور میں۔ وہاں بھی عوامی ورکر کام کرتے تھے۔ یہاں بھی جلوس بھی کراچی میں نکلے۔ فرق صرف حکام کے طرز عمل کا تھا۔

**خلاف توقع حالات کی ذمہ داری:**

بنابریں یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ فسادات کی ذمہ داری دوسرے درجہ میں مرزائیوں پر ہے کہ غیر متوقع حالات یا فسادات کی ساری ذمہ داری حکام پر ہے۔ چاہے انہوں نے مرکزی حکومت کے حکم سے یہ رویہ اختیار کیا۔ چاہے صوبائی حکومت کے حکم سے، یا پھر مرزائی فرقہ پر ہے۔ جن کی اشتعال انگیزی عدالت کے سامنے واضح ہوچکی ہے۔ اگر غیر متوقع حالات میں کسی سابق اشتعال کا اثر ہو تو وہ صرف مرزائیوں کی اشتعال انگیزی ہوسکتی ہے جس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل باتیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

۱...... مرزا محمود صدر انجمن ربوہ کی اشتعال انگیز تقریریں مثلاً خونی ملاّ کے آخری دن وغیرہ۔

۲...... مرزائی اخبارات اور مقررین کی اشتعال انگیزی (جیسا کہ خواجہ ناظم الدین نے فرمایا ہے)۔

۳...... مرزائی ڈپٹی کمشنر کی کھلم کھلا کافرانہ تبلیغ اور فرقہ وارانہ جدوجہد (گورنر پنجاب نشتر)۔

۴...... اور اوکاڑہ (منٹگمری) کے علاقہ میں مرزائی مبلغین کا مسلمانوں کے دیہات میں پبلک طور پر تبلیغ کفر۔

۵...... میاں انور علی آئی۔جی پنجاب نے تسلیم کیا ہے کہ احمدی نظریہ کی تبلیغ سے عام مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

۶...... میاں انور علی آئی۔جی پنجاب نے فرمایا کہ احمدیوں نے کچھ جلسے کئے تھے، جن سے اشتعال پھیلا اور یہ بھی ایک حد تک تحریک کا سبب ہوسکتا ہے۔

۷...... میاں انور علی آئی۔جی پنجاب فرماتے ہیں کہ کراچی کے احمدیوں کا جلسہ مئی ۱۹۵۲ء جہانگیر پارک والا بھی بے اطمینانی کا ایک سبب ہے۔

۸...... مرزائی سول جج بھی مرزائی جلسوں کی صدارت کرتے تھے۔

۹...... نسبت روڈ کے پبلک جلسہ عام پر جس

میں چالیس پچاس ہزار مسلمان تھے۔مرزائیوں نے خشت باری کی۔جس سے بہت سے آدمی مجروح ہوئے۔اگر راہنماء کنٹرول نہ کرتے تو اسی وقت سے بدامنی شروع ہوجاتی۔لیکن مجلس عمل کے راہنماؤں نے امن پرزوردیا۔(ہوم سیکرٹری پنجاب)

۱۰......ظفراللہ خان کا ربوہ کی کانفرنسوں میں شریک ہوتے رہنا۔(ہوم سیکرٹری پنجاب)

۱۱...... اور مرکزی حکومت کے اعلان ۱۴راگست ۱۹۵۲ء کے جواب میں چوہدری صاحب مذکور کا بیان۔

۱۲...... اور ساتھ ہی مرزامحمود کا حاکمانہ انداز میں ۱۹۵۲ء کے ختم ہونے سے پہلے پہل احمدیت کارعب بٹھانے کا فرمان۔

۱۳......سرکاری بارود کو چرا کر چنیوٹ سے ربوہ لے جاکر استعمال کرنا جس کی آج تک تحقیقات نہیں کی گئی۔

۱۴......محکمہ جات میں اور ملازمتوں میں مرزائی افسروں کا مرزائیوں سے ترجیحی سلوک اور ان تمام باتوں میں حکومت کا ٹس سے مس نہ ہونا۔

یہ یقیناً علامۃ المسلمین کے اشتعال کے اسباب ہیں اور ناممکن ہے کہ ایسی باتوں سے جن سے کروڑوں عوام کو اپنے مذہب اور حقوق خطرے میں نظر آرہے ہوں۔عام اضطراب اور بے چینی پیدا نہ ہو۔

معزز عدالت! تعجب اور افسوس ہے کہ مندرجہ بالا قسم کے واقعات کا جن کا تھوڑا سا حصہ ہی عدالت کے سامنے آسکا ہے۔علم رکھتے ہوئے حکام ان کے بارے میں حکومت کے سامنے کوئی رپورٹ پیش نہ کریں اور نہ کوئی انسدادی کارروائی کریں۔جب کہ ان سے کئی گنا زیادہ الزامات پبلک پلیٹ فارم اور اخبارات کے ذریعہ مرزائیوں پر عائد کئے جائیں۔ان میں سے کسی کی تحقیق نہ ہو نہ کسی کارروائی کی سفارش ہو اور جو مسلمان عوام اور اپنی حکومت کو ان واقعات سے آگاہ کرنے اور مذہب کو ان کی دستبرد سے بچانے کے لئے چیخ و پکار کریں،ان ہی کا گلا گھونٹا جائے۔

## مرزائی جرأت کی انتہا:

معزز عدالت!حکومت کی اسی پالیسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزائی پاکستان پر قبضہ کے خواب دیکھنے لگے۔کہیں بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کا خطبہ دیا گیا۔کہیں علماء کو دھمکیاں دی گئیں اور اسی دلیری کا نتیجہ ہے کہ عین تحریک کے دنوں میں جب کہ فضا کو درست کرنے کی سعی کی جانی لازمی تھی،مرزائی جیپ کار سے مسلمانوں پر گولیاں چلاتے ہیں۔جس کی اطلاع ایس ایس پی کو بھی ہوتی ہے اور اس سے مسلمان ہلاک ہوتے ہیں۔پھر شیخ بشیر احمد (قادیانی) کے مکان سے مسلمانوں پر گولیاں چلتی ہیں،جن سے دو آدمی جاں بحق ہوجاتے ہیں۔(ایس ایس پی) حد یہ ہے کہ سزایافتہ مرزائیوں کو اور خودخلیفہ کے بیٹے کو جیل سے بالکل بے قاعدہ نکال دیا جاتا ہے۔(سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل) پھر مرزائی افسر سیالکوٹ میں مسلمان عورت کو ننگا کرکے پیٹتے ہیں۔

معزز عدالت!اگر یہ عدالت نہ ہوتی تو یہ تمام باتیں مرزائی،ماں کے دودھ کی طرح بغیر ڈکار کے ہضم کر لیتے۔کون ان کے خلاف نام لیتا؟یہ باتیں اچانک نہیں ہوئیں بلکہ یہ باقاعدہ فوجی تربیت اور جماعتی ہدایات کے تحت ہوئی ہیں اور ایک مرتب اسکیم اور پروگرام کی روشنی میں عمل میں لائی گئی ہیں اور جب کہ حکومت نے مرزائیوں کا علیحدہ ایک دارالخلافہ برداشت کرلیا ہے تو اس کو اس سے زیادہ نتائج کے دیکھنے اور سننے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

## احرار اور مرزائی کا مقابلہ:

یوں تو یہ آسان ہے کہ احرار کا ماضی پیش کرکے عوام کو ان سے برگشتہ کردیا جائے۔یہ کہ احرار کی تحریک بدنیتی پرمبنی ہے۔لیکن سچی بات کہنی جان جوکھوں کا کام ہے۔احرار غریب ہوئے فنڈ ندارد،منصب ندارد،رسائی ندارد،انگریزوں کے تختہ مشق،ان کو مرزائیوں کی خاطر جو چاہیں کہا جاسکتا ہے۔اس میں ترقی کی امیدیں بھی ہیں اور کچھ کارگزاری بھی۔لیکن برسراقتدار مرزائیوں کے بارہ میں کچھ نہیں کہا جاتا نہ لکھا جاتا ہے۔

یہاں میں احرار اور مرزائیوں کا مقابلہ کرتا ہوں۔

### احرار:

۱......پاکستان کا استحکام اور اسلام کی وفاداری ضروری ہے۔

۲......اب سیاسی یکجہتی ضروری ہے تاکہ مملکت مضبوط ہو۔

۳......ہندوستان سے کوئی تعلق نہیں۔

۴......پاکستان کے وزیراعظم قائد ملت کا اعتماد،جیسا کہ میاں انورعلی نے بیان کیا۔

۵......یہاں رہ کر ہر طرح سے ملک کی خدمت کرنا حکومت کے معتوب ہوکر بھی اگر وقت آئے تو ملکی حفاظت کے لئے میدان میں آجانا۔

۶......نزاکت وقت کی وجہ سے باؤنڈری کمیشن میں ظفراللہ خان کی وکالت پر باوجود بے اعتمادی کے خاموش رہنا۔

۷......پاکستان بننے کے بعد کسی سرکاری چیز یا جائیداد کو حاصل نہ کرنا۔

۸......مرزائیوں کی مخالفت کا اعلان کرکے مسلم لیگ سے مکمل تعاون کرنا۔الیکشن میں اپنا کوئی امیدوار نہ کھڑا کرنا۔

۹......کوئی فنڈ نہ ہونا،ریکارڈ میں کوئی قابل اعتراض چیز ملک بھر میں نہ ملنا۔

۱۰......نہرو یا کسی ہندوستانی افسر سے نہ ملنا۔

۱۱......پاکستان مسلمان حکومت ہے۔(جاری ہے)

# وفیات

**مولانا سیف الرحمٰن درخواستی کا وصال:** مولانا سیف الرحمٰن درخواستی ۸رنومبر ۲۰۱۹ء کو راجن پور میں انتقال کر گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون! آپ کی وصال کے وقت عمر بیاسی سال تھی۔ آپ حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے نواسے تھے، جامعہ مخزن العلوم والفیوض خان پور سے دورۂ حدیث شریف کیا۔۱۹۸۰ء میں دارالعلوم محمدیہ کے نام پر روجھان ضلع راجن پور میں ادارہ قائم کیا۔ ۲۰۰۰ء میں ’’جامعہ شیخ درخواستی‘‘ کے نام پر راجن پور میں ادارہ قائم کیا۔ آپ بہت ہی اچھے رسیلے خطیب تھے۔ اصلاحی تربیتی بیانات کرنے میں نمایاں مقام کے حامل تھے، اپنے بھائی مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی کے بعد اپنے نانا حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کے حلقہ کو خوب سنبھالا، جہاں تشریف لے جاتے اچھی روایات قائم کر کے آتے، آپ نے راجن پور اور گردو نواح کے علاقوں میں بہت سارے قرآنی مکاتیب قائم کئے۔ آپ کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا حافظ ذوالفقار نقشبندی سے تھا، ان سے مجاز بھی تھے۔ جمعیت علماء اسلام (س) میں بھی سرگرم عمل رہے، بہت ملنسار طبیعت پائی تھی، جس سے ملاقات ہوتی اس کے دل میں اتر جاتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پروگراموں میں شریک ہوتے۔ جہاں ملتے بہت ہی محبت واپنائیت کا مظاہرہ کرتے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے علیل تھے۔ وقت موعود آن پہنچا اور رب کریم کے حضور چل دیے۔ راجن پور کے کرکٹ

**حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ**

گراؤنڈ میں راجن پور کی تاریخ کا بہت بڑا جنازہ ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد انس، مولانا محمد اقبال مبلغ ڈویژن اور جناب جمیل الرحمٰن صاحب امیر مجلس راجن پور نے مجلس کی جنازہ میں نمائندگی فرمائی۔ اپنے قائم کردہ ادارہ راجن پور میں منوں مٹی کے نیچے سو گئے۔ حق تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت اور پسماندگان کی پردہ غیب سے کفالت فرمائیں، آمین!

**صاحبزادہ محمد حامد سراج کا وصال:** خانقاہ سراجیہ کندیاں کے بانی قطب الارشاد حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے پڑپوتے اور صاحبزادہ محمد عارف مرحوم کے صاحبزادے جناب صاحبزادہ محمد حامد سراج صاحب ۱۳رنومبر ۲۰۱۹ء کو خانقاہ سراجیہ میں وصال فرما گئے۔ اگلے روز ان کی نماز جنازہ خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد نے پڑھائی اور خانقاہ سراجیہ قبرستان قطعہ خاص میں رحمت حق کے سپرد کر دیئے گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون! مرحوم جدید تعلیم یافتہ تھے، گریجویٹ کرنے کے بعد آپ نے اٹامک انرجی کندیاں میں ملازمت اختیار کر لی۔ ملک عزیز کے بہت اچھے معیاری اور تعمیری ناول نگار تھے۔ آپ کے کئی ناول شائع شدہ بھی ہیں اور مقبول عام بھی۔ آپ نے ہمارے مخدوم حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد صاحبؒ کی سوانح پر بڑی مستند کتاب لکھی۔ آپ بہت مرنجاں مرنج انسان تھے۔ حج وعمرہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ آپ کے پسماندگان میں دو صاحبزادگان اور دو بیٹیاں ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔ ایک صاحبزادہ سرکاری ملازم ہیں اور دوسرے کاروبار کرتے ہیں۔ صاحبزادہ بہت نفیس طبیعت کے انسان تھے، زندگی اتار چڑھاؤ کا نام ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے بیمار تھے: ’’مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی‘‘ کے بمصداق حق تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ حق تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کے حامی و ناصر ہوں، آمین! ☆☆

REGD.SS.160

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی زندگی کے مختلف گوشوں کا

احاطہ کرتی ایک مختصر سوانح حیات

# تذکرہ

## شہیدِ اسلام

## حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوّر اللہ مرقدہٗ

ترتیب: شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ضخامت: 407 صفحات

رعایتی قیمت: 150 روپے

ملنے کا پتہ:

دفتر عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ایم اے جناح روڈ، کراچی

رابطہ نمبر: 0213-2780337 / 0213-2780340